غزلیاتِ حسرت

انتخاب: تنویر عباس نقوی

Marfat.com

غزلیاتِ حسرت

رئیس المتغزلین مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی
کے کلام سے انتخاب

انتخاب : تنویر عباس نقوی

تخلیقات

اکرم آرکیڈ، ۲۹۰ ٹمپل روڈ (سنغاں والا چوک) لاہور۔ پاکستان فون: ۷۲۳۸۰۱۳

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر : تخلیقات لاہور

اہتمام : لیاقت علی

پرنٹرز : اے این اے پرنٹرز لاہور

ٹائیٹل : ریاظ

سن اشاعت : 1998

قیمت : 80 روپے

Marfat.com

یاسمین نشاط

کے نام

رائل بک سنٹر
چوک نواب صاحب ۔ گجرات

Marfat.com

ذرا سی بات تھی، اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لیے
(اقبالؔ)

Marfat.com

فہرست

حسرت صاحب اور اُن کے نظریات	سید سبط حسن	11
حسرت موہانی	سجاد باقر رضوی	17
حسرت کی معنویت	پروفیسر امجد علی شاکر	27
تنویر عباس نقوی؟؟؟	ساجد گل	33
حسرت موہانی __ کلاسیکی یا رومانوی؟	تنویر عباس نقوی	35
اظہارِ تشکر		42

غزلیات

حُسنِ بے پرواہ کو خودبیں و خود آلہ کر دیا	45
کوئی بھی پُرساں نہیں حالِ دلِ رنجور کا	46
دل کو خیالِ یار نے مخمُور کر دیا	47
ہم نے کس دن تیرے کُوچے میں گذارہ نہ کیا	48
ہجومِ بے کسی کو وجۂ لُطفِ بے کراں پایا	49
یاد کرو وہ دن کہ تیرا کوئی سودائی نہ تھا	51

Marfat.com

سرگرمِ ناز آپ کی شانِ جفا ہے کیا 52
مجھ کو خبر نہیں کہ مرا مرتبا ہے کیا 54
ہم بندگانِ درد پہ مشقِ جفا ہے کیا 55
اک برقِ تپاں ہے کہ تکلم ہے تمہارا 56
جو نازِ حُسن سے کی تھی کبھی غرور کی بات 57
اب تو اُٹھ سکتا نہیں آنکھوں سے بارِ انتظار 58
عشق کی روحِ پاک کو تحفۂ غم سے شاد کر 60
دل ہے غرقِ شادمانی جان سیرابِ نشاط 61
کام لوں ناکامیوں سے عشق کا کہنا کروں 63
بدلِ لذتِ آزار کہاں سے لاؤں 64
خُوبرویوں سے یاریاں نہ گئیں 65
گرفتارِ محبت ہوں اسیرِ دامِ محنت ہوں 66
ہم پر بھی مثلِ غیر ہیں کیوں مہربانیاں 67
بُھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں 68
عشق میں جان سے گزر جائیں 69
اثرِ عشق سے نکلیں جو تمہارے آنسو 70
کسی عنوان صبر آتا نہیں مجھ ناشکیبا کو 71
دل جوئیِ اغیار سے فرصت نہیں تم کو 72
نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے 73
اَور تو پاس مرے ہجر میں کیا رکھا ہے 74
ہے مشقِ سخن جاری، چکی کی مشقت بھی 75
اربابِ اشتیاق سے پروانہ چاہئے 77
روشِ حُسن مراعات چلی جاتی ہے 78
توڑ کر عہدِ کرم نا آشنا ہو جائیے 79
اثر ترے تغافل کا رقیبِ کامراں تک ہے 81

Marfat.com

تھی راحتِ حیرت کی کس درجہ فراوانی 83
مے نوشیوں میں بے خبر دو جہاں رہے! 84
یاد ہیں سارے وہ عیشِ بافراغت کے مزے 86
خیالِ یار میں بھی رنگ و بوئے یار پیدا ہے 87
ستم ہو جائے تمہیدِ کرم ایسا بھی ہوتا ہے 89
میں ہوں کیا میری محبت کی حقیقت کیا ہے 90
چُھپکے چُھپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے 91
پردے سے اِک جھلک جو وہ دکھلا کے رہ گئے 94
دلِ مایوس کو گرویدۂ گفتار کر لینا 96
بجا ہے عاشقی میں ہم کو دعویٰ سرفرازی کا 97
دل کی جو ترکِ عشق سے حالت بدل گئی 98
تجھ سے گرویدہ اِک زمانہ رہا 100
جہاں دیکھو وہاں اک فتنہ برپا ہے محبت کا 103
تجھ کو پاسِ وفا ذرا نہ ہوا 104
یوں تو عاشق ترا زمانہ ہوا 107
جو راہِ غم میں تیرا پائمال ہو نہ سکا 108
یاس کا دل پہ کچھ اثر نہ ہوا 110
خیلِ خُوباں میں گو جمیل ہیں سب 112
کیوں نہ ہوا اپنے اشتیاق میں فرق 113
جفا کو وفا سمجھیں کب تک بھلا ہم 114
کیسے چُھپاؤں رازِ غم، دیدۂ تر کو کیا کہوں 116
پیروِ مسلکِ تسلیم و رضا ہوتے ہیں 117
ترے عاشق جو گرفتارِ بلا ہوتے ہیں 118
غمِ زمانہ سے دل کو فراغ باقی ہے 119
تاثیرِ برقِ حُسن جو اُن کے سخن میں تھی 120

پایا کہیں جو شکوہ گزارِ جفا مُجھے 121
ہونا پڑے جو آپ کے دَر سے جُدا مُجھے 122
ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مُجھے 123
محبت کے عوض رہنے لگے ہر دم خفا مُجھ سے 124
اُن کو جو شُغلِ ناز سے فرصت نہ ہو سکی 125
کیوں اتنی جلد ہو گئے گھبرا کے ہم فنا 126
سرِ حشر اُن سے پھر صاحب سلامت ہونی والی ہے 127
محبت کیوں کروں گر ہو نہیں سکتی وفا مُجھ سے 128
خانقہ سے تا درِ پیرِ مُغاں لے جائے گا 130
کبھی کی تھی جو' اَب دوا کیجئے گا 132
عشقِ بُتاں کو جی کا جنجال کر لیا ہے 133
اَور بھی ہو گئے بیگانہ وہ غفلت کر کے 134
خُو سمجھ میں نہیں آتی ترے دیوانوں کی 135
شوقِ وصالِ یار کے قابل بنا دیا 137
آئی جو اُن کی یاد مرا دل ٹھہر گیا 138
ہر درد' ہر مرض کی دوا ہے تمہارے پاس 140
کچھ مرے حالِ زار کی اُن کو خبر نہیں 142
یہ کس بزم کے ہم نکالے ہوئے ہیں 143
نہ سہی گر اُنہیں خیال نہیں 144
نامُرادوں کو شاد کام کرو 146
کیا کام انہیں پرسشِ اربابِ وفا سے 147
ترے دَرد سے جس کو نسبت نہیں ہے 148
روشن جمالِ یار سے دنیائے عشق ہے 150
وہ چُپ ہو گئے مُجھ سے کیا کہتے کہتے 151
ہم پہ جنوں کی تہمتِ بے جا ابھی سے ہے 153

بے خوف ہیں وہ کہتے ہیں کیا ہے تمہارے پاس 155
اب ہم میں بھلا زیست کے آثار کہاں ہیں 156
کیا کیا نہ ہجر میں ترے ناشاد کر چکے 157
کہہ دیا خوب! "ہم کو پیار نہ کر" 158
اُمیدِ انتظار سے ہرگز نہ آئے باز 160
احباب نہ آئے کوئی پیغامِ اجل تک 161
عاشقوں سے ناروا ہے بے وفائی آپ کی 162
عقدہ وصالِ یار کا حل ہو تو جانیئے 164
ترے حُسن کا دور دورا رہے گا 165
کُوچہ اس فتنۂ دوراں کا دکھا کر چھوڑا 166
دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا! 167
آشنا ہو کر نظر نا آشنا کرنے لگے 169
دَردِ دل کی انہیں خبر نہ ہوئی 170
وفا تجھ سے اے بے وفا چاہتا ہوں 171
تجھ کو اے محوِ تغافل میری پرواہ ہی نہیں 172
بام پر آنے لگے وہ سامنا ہونے لگا 173
ہر دل میں اک ہجومِ محبت ہے آج کل 175
ہم پر تری نگاہ جو پہلے تھی اب نہیں 176
دیکھنا بھی تو انہیں دُور سے دیکھا کرنا 177
اُن سے ملکر شکوۂ بے اعتنائی پھر کہاں 178
جذبۂ شوق کدھر کو لئے جاتا ہے مجھے 179
وہ دن اب یاد آتے ہیں کہ رہتے تھے ہم دونوں 180
مجبوب ہیں محبوب کی ہر بات بجا ہے 181
گاہِ یکسر لطف گاہے سر بسر بے داد ہیں 182
قسمتِ شوق آزما نہ سکے 183

Marfat.com

کیا ہو، یہ آج پوچھیں گے اس نازنیں سے ہم 184
تمہارا ناز فرمانا برا ہے 185
مری نگہ شوق کا شکوہ نہیں جاتا 186
ستایئے نہ مجھے یونہی دل فگار ہوں میں 187
ملتے ہیں اس ادا سے کہ گویا خفا نہیں! 188
ب یہ کہتے ہیں کہ ہم ترے گنہگار نہیں 190
فکرِ آزادی و آرام سے آزاد رہے 191
غمِ ہجراں کا یا رب کس زباں سے ماجرا کہیئے 192
وہی آرزوئیں ہیں حسرت وہی ہے 193
جفا تیری بہت اے بے مروت بڑھتی جاتی ہے 194
ہم نے ہر بات اپنے حق میں جانی آپ کی 195
جہاں تک ہم اُن کو بُھلاتے رہے ہیں 196
دل اُن سے مل کے اب اُن کو بُھلا نہیں سکتا 197
پھر سے تقدیر آزمانا چاہیئے 198
طلبِ لذتِ آزار سے بھی کچھ نہ ہوا 199
ہر لحظہ خودکشی کا طلبگار ہو گیا 200
حوصلہ ان کی شناسائی کا 201
جوشِ غم کو موجبِ عیشِ فراواں کیجئے 202
مجھ سے اے دل انہیں گلا نہ رہے 203
وہ کہتے ہیں پھر تجھ کو آنا پڑے گا 204
انہیں شوقِ خود آرائی نہ ہوتا 205
کوشش وصالِ یار کی معذور ہو چکی 206
عشق اب ہے نہ عاشقی کی ہوس 207

Marfat.com

حسرت صاحب اور ان کے نظریات

(یہ مضمون مولانا حسرت موہانی کی پہلی برسی پر لکھا گیا تھا جو روزنامہ "امروز" میں ۲۶ جون ۱۹۵۶ء کو شائع ہوا)

خُلفائے ادب نے خود ستائی کا ایک نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ کوئی بڑا شاعر، ادیب یا اخبار نویس اس دنیا سے رخصت ہوا اور یہ حضرات اپنی یادوں کے خوانچے لے کر بازار میں آن موجود ہوئے۔ اور شروع کر دی مردہ فروشی، منٹو، مجاز، مولانا چراغ حسن حسرت سب پر یہی گزری اور نہ جانے کب تک گزرتی رہے گی۔ مولانا حسرت کی پہلی برسی کے موقع پر اخباروں میں جو مقالے لکھے گئے ہیں ان کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ یہ عقیدت کے پھول حسرت پر نچھاور کئے جا رہے ہیں یا ان کا مقصد اپنے لئے ہار گوندھنا ہے۔ حسرت کی شخصیت کو اجاگر کرنا ہے یا اپنی شخصیت کو ابھارنا ہے۔

مولانا حسرت شاعر تھے مگر ایسے شاعر جو شعر کہنے میں بھی بخل کرے اور شعر سنانے میں بھی۔ وہ صاحبِ طرز ادیب تھے مگر کسی نے ان کو اپنے مضامین کا ڈھنڈورا پیٹتے نہ دیکھا۔ وہ طنز و مزاح کا بڑا ستھرا اور پاکیزہ مذاق رکھتے تھے۔ مگر فکاہی کالم کولمبس اور سند باد جہازی کے نام سے لکھتے تھے ان کی باوقار شخصیت نے انہیں کبھی اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ اپنے نقیب آپ بنیں اور اپنے فن کی ڈھول خود پیٹیں۔ اپنی شخصیت پر پردہ ڈالے رکھنا، اسے تھوڑا سا پراسرار بنا دینا انہیں بہت پسند تھا۔ جو حسن نقاب کے پیچھے سے جھلکے اُس میں بڑی کشش ہوتی ہے۔

مولانا حسرت چاہتے تو اپنے ہمعصر اخبار نویسوں کی مانند بنگلہ اور کار کے مالک بن سکتے تھے مگر اخبار نویسی کا جو معیار انہوں نے اپنے لئے قائم کیا تھا اس میں ذاتی منفعت

Marfat.com

کی گنجائش بہت کم تھی۔ اُنہیں اپنی قلندرانہ شان زیادہ محبوب تھی۔ اُن کا بس چلتا تو وہ سدا گمنام رہتے۔ گمنامی کی شہرت میں جو مزہ ہے ہو ناموری کو کہاں نصیب مگر وہ گوشہ نشین نہ تھے۔ ان کے دوستوں اور ملنے والوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ہر طبقہ اور ہر قماش اور ہر قبیلہ کے لوگوں سے ان کی آشنائی رہتی تھی۔ البتہ حاشیہ نشینی انہوں نے کبھی نہیں کی۔ نہ انگریزوں کی نہ اپنے ہم وطنوں کی حالانکہ جنگ کے زمانے میں وہ ایک فوجی محکمہ سے بھی منسلک ہو گئے تھے۔ حسرت صاحب جس سے ملتے تھے برابری سے ملتے تھے بڑا رکھ رکھاؤ تھا ان کے مزاج میں' خوشامد کرنا انہیں آتا ہی نہ تھا۔ نہ کسی رئیسِ شہر کی نہ کسی وزیرِ مملکت کی چاپلوسی انہوں نے کبھی کی۔ ساری عمر نوکری کرتے گزاری مگر نازک مزاجی کی جو روایتیں میر اور درد سے منسوب ہیں حسرت حتی المقدور انہیں کی تقلید کرتے رہے۔ کوئی بات مزاج کو ناگوار گزرتی تو وہ بے دھڑک اس کا اظہار کر دیتے۔ نہ ملازمت کی پروا کرتے نہ خالی جیب سے خوف کھاتے۔ حاضر جوابی اس پر نڈر پن' بڑے سے بڑے صاحبِ ثروت ان کی بات سن کر دانتوں تلے انگلیاں رکھ لیتے' یہی رکھ رکھاؤ یہی نازک مزاجی اور یہی بانکپن ان کی تحریروں میں موجود ہے۔

حسرت صاحب سوٹ پہنتے تھے' اور ہیٹ لگاتے تھے۔ مگر ان کے دل و دماغ مغربیت کی زد سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ ان کی فکر کا انداز اور ان کے محسوس کرنے کا طریقہ خالص مشرقی تھا۔ ان کو اپنی مشرقی تہذیب سے اس کی بنیادی قدروں سے' اس کی رنگینیوں اور لطافتوں سے' اس کے ادب و فن سے' اس کے رقص و نغمہ سے بڑی محبت تھی' وہ مغرب کی اچھی چیزوں کے مخالف نہ تھے۔ ان کو بڑی فراخدلی سے قبول بھی کرتے اور برتتے بھی مگر اس حد تک جس حد تک وہ ان کے مشرقی کردار پر حاوی نہ ہو جائے۔ ان کی مشرقی شخصیت کو مجروح نہ کر دے۔ مشرق سے ان کی بے پناہ محبت ان کی تحریروں میں جا بجا جھلکتی ہے۔ مگر یہ محبت اندھی نہ تھی۔ حسرت صاحب مشرقی تہذیب سے پوری طرح واقف تھے۔ وہ ہماری موسیقی پر فقط سر دُھننا نہ جانتے تھے' اس کے اسرار و رموز سے بھی آگہی رکھتے تھے اور انہیں ان مشرقی قدروں کے مٹنے کا بھی بڑا غم تھا۔

Marfat.com

حسرت صاحب ادب میں نئی تحریکوں کے مخالف تو نہ تھے لیکن شعر و شاعری کے معاملے میں وہ قدماء کے زیادہ قائل تھے۔ فارسی اور اُردو کے پرانے شاعروں کا کلام انہیں کافی یاد تھا اور نجی محفلوں میں بھی وہ پرانوں ہی کے شعر زیادہ شوق سے پڑھتے تھے۔ دراصل وہ نوجوان شاعروں اور ادیبوں سے زیادہ خوش نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ہمارے نوجوان نہ زبان کی باریکیوں سے واقف ہوتے' نہ انہوں نے عروض و بیان کی کتابیں پڑھی ہوتیں' نہ پرانے شاعروں کے دیوان ان کی نظر سے گزرتے' نہ مطالعہ' نہ غور و فکر' پھر وہ اچھے شعر کیا کہیں گے اور سخن فہمی انہیں کیا خاک آئے گی۔ چنانچہ اپنے مزاحیہ مضامین میں وہ جابجا نئے ادیبوں کی بے بضاعتی پر چوٹیں کرتے ہیں اور آج کل کے ادبی جلسوں اور مشاعروں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

مگر اس انداز سے نہیں کہ دوسروں کی دل آزاری ہو یا ان پر اپنے علم و ذکاوت کی دھاک بٹھائی جائے۔ دراصل مزاح نگار کی خوبی یہ ہے کہ وہ چٹکی لے ڈنک نہ مارے۔ فقرہ چُست کرے گالیاں نہ دے۔ دوسروں کی خامیاں اس طرح نہ بیان کرے کہ اس سے اپنی بڑائی کا پہلو نکلتا ہو۔ حسرت صاحب کے انداز نظر کا تعلق ان کے فلسفہ حیات اور کردار سے تھا۔ وہ فطرتاً انسانیت دوست آدمی تھے۔ ان کی طبیعت میں نہ کھوٹ تھا نہ کپٹ' نہ خبث نہ بد طینتی' ان کی کسی سے ذاتی دشمنی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جس کا وہ مذاق اڑاتے وہ بھی برا نہ مانتا بلکہ اس ہنسی میں خود بھی شریک ہوتا۔

مولانا حسرت اگر کم آموز نوجوانوں سے شاکی تھے تو ان کتاب برداروں کو بھی اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے جو علم کے غرور کو علم کے حصول پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس قسم کے علامہ حضرات اکثر ان کے طنز کا شکار رہتے تھے۔ زرنج مریخ سے کرہ ارض کی سیر کرنے آتا ہے۔ حسرت صاحب اسے یونیورسٹی لے جاتے تھے۔

"جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متحیر کیا وہ اس دانش گاہ کی عمارت ہے' عمارت خاصی بڑی ہے لیکن اس کے چہرے پر نہ شفقت کا گداز ہے' نہ محبت کا نور۔ اس کی آنکھوں سے غرور ٹپک رہا ہے اور ماتھے پر بل پڑے ہیں۔ اسے دیکھنے سے نہ تو آنکھوں کو لذت ملتی ہے' نہ قلب و دماغ کو آسودگی نصیب ہوتی ہے' ہاں دل پر ہیبت ضرور طاری ہوتی ہے۔ اہلِ زمین کے نزدیک علم کا تصور یہ ہے کہ وہ ایک مہیب چیز

ہے جس کے چہرے سے خشونت کے ساتھ ساتھ قدامت اور فرسودگی کے آثار ہویدا ہیں، گویا علم کوئی ایسی چیز نہیں جس سے محبت کی جا سکے۔ اس سے تو صرف ڈرنا چاہیے۔"

زر تیغ اس دانش گاہ کے دانشوروں سے ملتا ہے ان کے کردار اور انداز کی تصویر حسرت کا قلم ان لفظوں میں کھینچتا ہے۔

"ان سب لوگوں کے دِلوں پر کوئی بڑا بوجھ ہے کوئی پُراسرار غم انہیں اندر ہی اندر گھلائے ڈالتا ہے۔ کیا علم کا بوجھ ہے کیا وہ کوئی دُکھ ہے پھر اس افسردگی اور اداسی کے کیا معنی۔ ان لوگوں کے ہونٹ مسکراہٹ سے کیوں محروم ہیں۔"

مولانا حسرتؔ کے ہونٹ بھی مسکراہٹوں سے محروم رہے لیکن علم کی رعونت اور دانش کی خشونت کے باعث نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ انہیں سمجھوتہ کرنے اور مصلحت کے تقاضوں کو نباہنے میں بڑی دشواری پیش آتی تھی، طبیعت کی افتاد ہی ایسی تھی ان لوگوں سے بنائے رکھنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ جو رُوپہلی سنہری مسکراہٹوں کے خزانوں پر سانپ بن کر پہرہ دے رہے ہیں۔

مگر کیا اس دلکش شخصیت کا ہمارے ادب میں کوئی مقام ہے؟ کیا اس کی ہلکی پھلکی تحریروں میں اتنی جان ہے کہ آنے والی نسلیں انہیں شوق سے پڑھیں۔ ان سے متاثر ہوں یا ان سے کچھ سیکھیں۔ ان سوالوں کا جواب کوئی منجم ادب ہی دے سکتا ہے۔ ابدیت کی فکر وہ کرے جس کو دنیا کی اور کوئی فکر نہ ہو۔ ہم تو فقط اتنا جانتے ہیں کہ آج جب ہماری زندگی میں کم کم خوشیاں ہیں اگر کوئی فن کار غمگین دلوں کو ایک لمحے کے لئے بھی مسرور کر دے تو یہ بڑی خدمت ہوئی ادب کی اور انسانیت کی۔ حسرت صاحب نے یہ تو کبھی نہیں کیا کہ ہماری توجہ زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ہٹاتے البتہ ان تلخیوں کا مقابلہ مسکرا کر کرنا ایسا ہُنر تھا جو حسرتؔ کے سوا بہت کم لوگوں کو آتا ہے۔

حسرتؔ صاحب اپنے وقت کے نہ افلاطون تھے، نہ ڈاکٹر جانسن --- آج کتنے لوگ ہیں جو افلاطون اور جانسن کو پڑھتے ہیں۔ ان کی تحریریں نہ علم کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہیں نہ معرفت و عرفان کے سیلاب ان سے بہتے ہیں۔ سیدھی سادھی باتیں ہیں

Marfat.com

اس دنیا کے چھوٹے موٹے مسائل ہیں جن کو حسرت نے بڑی صاف اور شستہ زبان میں طنز و مزاح کے چٹخارے لے لے کر بیان کر دیا ہے۔ نازک نازک سی کہانیاں ہیں، ہندوستانی دیو مالاؤں کی گنتی کی چند غزلیں ہیں۔ ہلکی پھلکی جنہیں چاندنی رات میں اکیلے بیٹھ کر گنگنایا جا سکے۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ آنے والی نسلیں ان چیزوں سے کیا سیکھیں گی۔ مگر جس طرح زندگی کی ابدیت عبارت ہے اس کے تسلسل سے اسی طرح تہذیب اور اس کے گوناگوں مظاہر کی ابدیت بھی عبارت ہے ان کے تسلسل سے۔ انسانوں کو وہ پہلا گروہ جس نے تیر کمان بنایا یا جس نے مٹی کو پکانے کا فن ایجاد کیا۔ اتنا ہی امر ہے جتنا آج کل کا ٹیلی فون اور ریڈیو اور ہوائی جہاز بنانے والا گروہ۔ زندگی، تہذیب، ادب، شعر و شاعری سب رواں دواں آگے بڑھی جا رہی ہیں۔ ان کی راہوں میں کچھ سخت مقام بھی آتے ہیں۔ ہیبت ناک گھاٹیاں تپتے ہوئے صحرا و بیابان، دشوار گزار راستے۔ اور مبارک ہیں وہ انسان جو اپنی تحریروں اور تقریروں سے اپنی اور مسکراہٹوں سے اس سفر کو آسان بنا دیتے ہیں۔ اور قافلہ والوں کو زندہ رہنے کا حوصلہ عطا کرتے ہیں۔

سید سبطِ حسن

Marfat.com

حسرت موہانی

حسرت موہانی پر یہ میرا دوسرا مضمون ہے۔ پہلا مضمون اب سے تقریباً پندرہ برس پہلے لکھا گیا تھا۔ اپنے پہلے مضمون میں، میں نے حسرت کے متعلق بعض تنقیدی تصورات کو رد کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے جب پہلا مضمون لکھا تھا تو میں فانی اور یگانہ کا پرستار تھا۔ فانی کی شکست میں ایک گھما گھمی اور یگانہ کے ٹکراؤ میں ایک ہلچل نظر آتی تھی۔ ان کے مقابلے میں حسرت پر سکون کیفیات کے باعث سادہ اور سپاٹ دکھائی دیتے تھے۔ ان کی شاعری میں بالعموم تاثیر کی کمی اور شخصیت کا فقدان نظر آتا تھا۔ تاثیر اور شخصیت ــــ رومانی تنقید کے یہ دو معیار حسرت کی شاعری سے انصاف کر ہی نہیں سکتے تھے اور اسی بات کا جائزہ میرے اس دوسرے مضمون کی غایت ہے۔

اب میں اپنی کی ہوئی غلطیوں پر نظر ثانی کر رہا ہوں۔ میں نے اپنے تھوڑے بہت تجربے سے شاعری کے بارے میں اپنی چند غلطیوں کا ازالہ کر لیا ہے۔ مجھے اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ شاعری محض شدید جذبات کا شدید اظہار ہی نہیں ہوتی۔ نہ ہی یہ محض شخصیت کے اظہار سے ہوتی ہے۔ شاعری جذبات کی تہذیب اور اس "تہذیب کے حاصل شدہ زندگی کے اعلیٰ رویوں کے نزدیک اس نوعیت کی شاعری عظیم تر شاعری ہوتی ہے۔ جذبات کی تہذیب اور شخصیت کی نفی کا حاصل ذات کا وہ سکون ہوتا ہے جس میں گھن گرج نہیں ہوتی۔ گھن گرج شکستہ ذات کے مختلف ٹکڑوں کے ٹکراؤ سے پیدا ہوتی ہے، جس کی تلاش حسرت موہانی جیسی مہذب اور منظم ذات کے یہاں بے

Marfat.com

معنی ہے۔ انا اور فوق الانا کے درمیان کشمکش اور شکست انا کی دلدوز کہانی عہد کی شعری دستاویز میں ہر طرف بکھری نظر آتی ہے۔ مگر حسرت موہانی کے یہاں شکستِ انا کا انفرادی دُکھ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے یہاں نفی انا سے پیدا ہونے والی اکائی ہے۔ عشق کا رویہ ہے۔ عشق میں ناکامی اور بے حاصلی ہی زندگی کا حاصل ہے۔ ناکامی اور بے حاصلی کا رونا نہیں ہے۔ ناکامی اور بے حاصلی تو زندگی کرنے کا ڈھب ہیں۔ فقروغنا اور تسلیم و رضا کے رویوں سے پیدا ہونے والی آزاد منشی ہے۔ جس کی کہانیاں زبان زد عام ہیں۔ ان کی زندگی کی توانائی اور قوت کا سرچشمہ "کامیابی" کی خواہش سے نہیں پھوٹتا۔ ان کی توانائی اور قوت بے حاصلی اور ناکامی کو زندگی کا رویہ بنانے میں تھی۔ بقول میرؔ:

مرے سلیقے سے میری نبھی محبت میں
تمام عمر میں ناکامیوں سے کام لیا

ناکامیوں سے کام لینے والے لوگوں کے بارے میں آپ بہت کچھ جانتے ہیں یونان کے اس مرد درویش کے بارے میں آپ نے سن رکھا ہے، جس نے سکندر اعظم کی عزت افزائی کے جواب میں محض یہ کہا تھا کہ حضرت "ذرا دھوپ چھوڑ کر کھڑے ہو جایئے" آپ اپنے ان بزرگوں کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتے ہیں جن کی قوت عاشقی، بے حاصلی، ناکامی اور فقر میں تھی اور جن کی ان قوتوں کے سامنے منصب و جاہ اور کامیابی کی قوتیں ہمیشہ ڈھلتی رہتی تھیں۔ مگر یہ بات آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ 1857ء کے بعد زندگی کے اعلیٰ رویے "کامیابی" اور حصول کے رویے قرار پائے اور اب جو جتنا "کامیاب" ہے اور جسے جتنا "حاصل" ہے اتنا ہی وہ زندگی میں قدر کا حامل ہے ہم سب کو یہ بات دلنشین ہو چکی ہے کہ تصوف رہبانیت سکھاتا ہے۔ پس اس سے ڈرنا چاہئے اور دنیا سے فوری تعلق قائم کرکے کامیابی کی دوڑ میں ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہئے۔

اِسی بنا پر آپ یہ کہہ لیجئے کہ حسرت موہانی بے وقت کی راگنی تھے ایک سنی سنائی

Marfat.com

بات آپ بھی سن لیجئے (کہا جاتا ہے کہ آزادی کے بعد بھارت کے صدر مولانا حسرت سے ملنے ان کے گھر گئے۔ پتہ چلا کہ مولانا پانی بھرنے گئے ہیں۔ جناب صدر کے اے ڈی سی نے پانی کے نل پر جہاں مولانا پانی بھرنے کے لیے قطار میں کھڑے تھے جناب صدر کا پیغام دیا تو مولانا نے جواب دیا۔ ان سے کہیے انتظار کریں۔ میں پانی بھر کر آتا ہوں اے ڈی سی نے اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کیں تو مولانا بولے "جی نہیں' میں اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتا ہوں"_ جب لوگوں نے دیکھا کہ جناب صدر مولانا سے ملنا چاہتے ہیں اور وہ خود پانی بھرنے پر بضد ہیں تو اپنے اپنے گھڑے بالٹیاں ہٹا لیں اور مولانا سے کہا کہ آپ پہلے پانی بھر لیں مگر مولانا اپنی ہٹ کے پکے تھے بولے "جی نہیں میں تو اپنی باری سے بھروں گا" اب ایسے میں کہ باری کا تصور محض کھیلوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ زندگی میں کہیں نظر نہیں آتا' حسرت موہانی کو بے وقت کی راگنی نہ کہیے تو کیا کہیے۔)

خدا جانے کیوں جب میں حسرت موہانی کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے حضرت امیر خسرو یاد آ جاتے ہیں۔ ان دونوں کرداروں میں بہت سی مماثلتیں ہیں۔ دونوں اپنے عہد کی سیاست سے بھرپور طور پر وابستہ تھے۔ سیاسی اثرورسوخ رکھتے تھے۔ دونوں کا تصوف سے گہرا ربط تھا۔ دونوں شاعر تھے اور دونوں مکمل منظم اور ہم آہنگ ذات کے حامل تھے۔ فرق ہے تو یہ کہ حضرت امیر خسرو ایک ابھرتی ہوئی تہذیب کے ابھرتے ہوئے سورج تھے۔ جس نے بہت روشنی پھیلائی اور مولانا حسرت موہانی اسی تہذیب کے ڈوبتے ہوئے سورج تھے جس نے خود کو ختم کر لیا مگر ارد گرد کی فضا کو گلنار بنا دیا۔ ایک تہذیبی سفر ہے جو امیر خسرو سے شروع ہو کر مولانا حسرت موہانی پر ختم ہو گیا ہے۔ اس تہذیبی سفر کا حاصل جو اقدار اور رویے ہیں انہیں ہمارے عہد کا کندھا مار کر آگے بڑھنے والا اور کامیابی حاصل کرنے والا آدمی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ تاہم ان اقدار اور رویوں کو سمجھے بغیر ہم اس ہمہ جہتی تخلیقی زندگی کا راز سمجھ نہیں سکتے جس کا امیر خسرو اور حسرت موہانی دونوں استعارہ ہیں۔ نہ ہی ہم آج کے دور کی سطحیت اور بنجرپن کے

Marfat.com

اسباب کی شناخت کر سکتے ہیں۔ یہ اقدار اور رویے کیا ہیں اور ان کے سوتے کہاں سے پھوٹتے ہیں مولانا حسرت سے پوچھیے:

مرا ایماں عجب کیا ہے جو ایمان تصوف ہے
تصوف جان مذہب' عاشقی جان تصوف ہے

اور اب جب کہ مذہب کی جان تصوف اور تصوف کی جان عاشقی ہے تو عاشقی کا حاصل کیا ہے؟

ہے عشق میں حال کی خرابی
عاشق کو نوید کامیابی

Very Important Point

ملاحظہ فرمایا آپ نے حسرت موہانی کا تصور کامیابی ------ اب ایک تکلیف اور کیجئے ذرا کامیابی کے اس تصور کا ڈپٹی نذیر احمد کی کامیابی کے تصور سے موازنہ کیجئے پھر اس بات پر غور کیجئے کہ کیا "کامیابی" کے یہ دونوں تصورات ایک ہی فلسفہ حیات اور طرز زیست سے پیدا ہو سکتے ہیں؟ عاشقی کا رویہ اپنا حال خراب کرنے کا رویہ ہے مگر دوسروں کا حال خراب کرنے کا رویہ؟ آج کی زبان میں اسے استحصال کہہ لیجئے۔ اہل تصوف اور مولانا حسرت کی زبان میں اسے ہوس کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک "آپس کی بات" اور سن لیجئے۔ آج ہمارا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنے بچے بچیوں کو اردو غزل کیسے پڑھائیں۔ عشق و عاشقی ہمارے لیے شرمانے لجانے کی بات بن چکی ہے۔ میر تقی میر کے جیسے بزرگ اب کہاں کہ بیٹے کو عشق کرنے کی وصیت کر جائیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ہیرو نصوح نے اپنی بیوی کو ایک بچی کی پیدائش کے بعد شیخ سعدی کی گلستان پڑھانی شروع کی تو بر بنائے شرم و حیا آدھی گلستان قلم زد کر دی اور یہ دعویٰ کیا کہ محلے کی اور بہو بیٹی مجھ سے پڑھتی تو تین چوتھائی گلستان قلم زد کر دیتا ------ یہ ہے اخلاقیات کا وہ نیا تصور جو 1857ء کے بعد ہوا جس کے مطابق مولوی نذیر احمد معلم اخلاق اور شیخ سعدی مخرب اخلاق ٹھہرے۔ اہل مدرسہ میں اخلاقیات کا یہ نیا تصور پھیلتا جا رہا ہے۔ نصاب کے لیے ایسی غزلوں کی تلاش کی جاتی ہے جس میں عشق و عاشقی کی

Marfat.com

باتیں نہ ہوں- یہ ایک ایسے جسم کی تلاش کے مترادف ہے جس میں ریڑھ کی ہڈی نہ ہو- حیدر بخش حیدری اور میر امن پر فحش نگاری کا الزام عائد کیا جاتا ہے اور یوں خلوت و جلوت میں متضاد کام کرنے والے اخلاقیات کے نام پر اعلیٰ قدری رویوں کا گلا گھونٹ رہے ہیں- اس لیے کہ استحصال اور ہوس عاشقی کی نفی نہیں ہے کہ چاہیں تو عاشق بنیں نہ چاہیں تو نہ بنیں یہ تو آپ کی مجبوری ہے یا تو آپ عاشق ہوں گے اور اگر عاشق نہیں تو اہل ہوس اور استحصال کرنے والوں میں ہوں گے-

مولانا حسرت موہانی عاشق تھے- عشق میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے یہی عشق ان کی آزادی تھا اور یہی ان کی پابندی:

شاہ جنوں نے خلعت آزادی دیا
زنداں میں ہیں خیال کا صحرا بنے ہوئے

○

قید مذہب سے بھی کچھ بڑھ کے ہے قید غم عشق
حسرت آزاد ہے کہنے ہی کو' آزاد نہیں

اور اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ:

شوق جنت سے ہیں فارغ' عاشقان کوئے یار
پوچھ دیکھے کوئی ہم افتادگان خاک سے

اردو تنقید حسرت کے بارے میں میں دور کی کوڑی یہ لائی ہے کہ حسرت کے عشق کو "صحت مند آدمی کا عشق" اور حسرت کی غزل کو "جنسی جذبے میں تغزل کی کمال بینی" بتایا- یہ بھی دراصل عشق سے خوف کا ہی نتیجہ ہے- عشق کی بنیاد تصوف پر تھی لہٰذا پہلے تو تصوف کو شاعری کے لیے آلودگی قرار دیا گیا اور اگر کہیں کچھ داغ دھبے نظر آئے تو انہیں مادیت کے "صابن" یا جنس کے "پٹرول" سے دھونے کی کوشش کی گئی اور اب جب کہ شاعر- جنسی جذبے کے سامنے کھڑا ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ "میاں اس میں تغزل کی کمال بینی پیدا کرو" یا یہ کہ "عشق تو کرو لیکن صحت مند

Marfat.com

آدمی کا" یعنی یہ کہ سب کام چوری چھپے۔ لہٰذا موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جو شخص میر کے عہد میں سینہ ٹھوک کے عشق کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ:

جب سے آنکھ لڑی اس مہ سے رنگ مرا مہتابی ہے

آج اپنے جنسی جذبات سے شرمایا شرمایا پھرتا ہے۔ مگر حسرت موہانی، امیر خسرو اور میر تقی میر کے سلسلے کے آدمی تھے، ان کے لیے عشق پوری زندگی کا معاملہ اور پوری زندگی کا رویہ تھا۔ یوں کہیے کہ ان کی زندگی میں تھا کہ اگر عشق پوری زندگی پر حاوی نہ ہو، اس میں جاری و ساری نہ ہو تو ہوس بن جاتا ہے۔ عاشق کا رویہ اپنانا ہر ایک کے بس کی بات نہیں کہ بقول حسرت اس کو اپنانے کے لیے خود کو بگاڑنا پڑتا ہے:

تجھ سے یاد تیری محبت سے اسے کیا سروکار
دل جو ناکام نہیں روح جو ناشاد نہیں

یہی ناکامی و ناشادی حسرت کی عاشقی ہے اور یہی ان کا ایمان ہے۔ اور ایمان کے معنی مکمل اور منظم ذات رکھنے کے ہیں۔ جس کی غیر موجودگی میں آدمی اندر سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔ اس عاشقی کا استحکام ہمہ وقت حسن کے مشاہدے اور حسن کی گواہی دینے میں ہے:

حسن کے ہم ہلاک دید بھی ہیں
یعنی شاہد بھی ہیں شہید بھی ہیں

حسن کا یہ مشاہدہ صرف باہر ہی نہیں ہوتا، اندر بھی ہوتا ہے:

اور ایسے کہاں حیرت و حسرت کے مرقعے
اے دل جو ترے آئینہ خانے میں لگے ہیں

Important Point

جس طرح عشق پوری زندگی پر محیط ہے اسی طرح حسن بھی پوری زندگی میں جاری و ساری ہے۔ حسن نام ہے حقیقت کا، نیکی کا، اعتدال کا، توازن کا، تناسب کا ------ جس کی پہچان محض عاشق کو ہی ہو سکتی ہے ہوس کار کو نہیں۔ جس طرح استحصالی طبقہ کسی نظام عدل کی گواہی نہیں دے سکتا اسی طرح اہل ہوس حسن کی گواہی

Marfat.com

نہیں دے سکتے۔ اصل میں ایک ہی بات دو مختلف طریقوں سے کہہ رہا ہوں۔ میرے نزدیک معاشرے میں نظام عدل قائم کرنے والے اور عاشق ایک ہی شخص کے دو نام ہیں البتہ یہ کہ عاشق زندگی کی زیادہ جہتوں اور سطحوں پر محیط ہوتا ہے۔

عاشقی کا رویہ یا بالفاظ دیگر وہ رویے جو حسرت موہانی کی زندگی کا اظہار تھے محض خواہش سے پیدا نہیں ہوتے۔ ایک عمر کی جدوجہد اور تنظیم ذات کی مسلسل کوششوں کا حاصل ہوتے ہیں۔ یہ دوسروں کو مارنے سے نہیں خود اپنے آپ کو مارنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ عاشقی دوسروں سے محبت اور خود اپنی ذات سے مسلسل جنگ کا نام ہے اور اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے تو یہ بھی سمجھ میں آجائے گا کہ معاشرہ عشق سے خائف کیوں ہے؟ اسی حوالے سے آپ اردگرد کے انتشار اور خلفشار کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر آپ مان لیں کہ عاشقی زندگی کو کچھ دینے کا نام ہے اس سے چھیننے کا نہیں تو آپ یہ بھی جان لیں گے کہ مختلف طریقوں سے زندگی کا رس نچوڑنے والے بزرگی اور ہمہ وقت دست طلب دراز رکھنے والے خود کن رویوں کے حامل ہیں؟ عشق کا نام سن کر لجانا اور شرمانا اور راہ چلتی لڑکیوں پر فقرے چست کرنا کس مرض کی علامت ہے؟ تشدد کا برملا اظہار اور اس کی صحافتی سنسنی خیزی سے لطف اندوز ہونا کس قسم کے ذہن کی نشان دہی کرتا ہے؟ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ بھاگ دوڑ اور بے صبری' بلامحنت و کاوش کامیاب ہونے کی خواہش' ہر امتحان سے خواہ وہ کالج کا ہو یا زندگی کا' طلب کرنے میں فعال اور متحرک اور ذاتی مفادات کی قربانی میں پس و پیش' کن رویوں کی علامتیں ہیں؟

ایک جملے میں یوں کہہ لیجئے کہ یہ منفی رویے ہمارے عہد کی انا پرستی اور خود غرضی کے پیدا کردہ ہیں۔ ایسی صورت میں مولانا حسرت موہانی کی زندگی اور ان کی شاعری ہمارے عصری رویوں کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ زندگی اور شاعری نفی انا اور عشق کے رویوں سے پیدا ہوئی ہے۔ ہمارے عہد کی ساری بد نظمی' انا پرستی اور خود غرضی کا حاصل ہے۔ ہماری زندگی جن تضادات کا نمونہ ہے وہ حسرت کے

Marfat.com

یہاں نہیں ملتے۔ ان کے مذہبی معتقدات ان کے سیاسی و معاشرتی رویے‘ ان کی روشن خیالی‘ اقتصادی نظام‘ عدل میں ان کا یقین یہ سب ایک ہی ”کل“ کے مختلف اجزا ہیں۔ ان کے یہاں معاملات عشق اور معاملات سیاست میں دوئی نہیں ہے۔ وجود کی وحدت بھی ہے اور عمل کی بھی۔ عشق‘ قربانی اور جہاد کے وہ رویے (اور یہ تینوں ایک ہی چیز کے مختلف نام ہیں) جن کی بنیاد پر ہند مسلم تہذیب کا تشخص ہو سکتا ہے‘ حسرت موہانی کے تشخص کی بھی بنیاد ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حسرت بھی ہند مسلم تہذیب کا استعارہ اور اس کا ست ہیں۔

روایت کی پاسداری‘ کلاسیکی رویوں اور وضعوں کی پیروی‘ ان کی زندگی اور ادیب دونوں میں نمایاں خصوصیات ہیں۔ ”پیروی“ زندگی اور ادب دونوں میں کلاسیکی اصول ہے۔ (تصوف کا اصول بھی یہی ہے) اس کے حوالے سے بھی آدمی اپنی موجود شخصیت اور انا کی نفی کرتا ہے یعنی ذات کا دائرہ وسیع کرتا ہے۔ حسرت نے اردوئے معلیٰ میں اساتذہ کے کلام کا انتخاب شائع کر کے اردو کی کلاسیکی غزل کو خود میں جذب کر لیا تھا۔ ان غزلوں میں جن قدروں اور اعلیٰ رویوں کا اظہار ملتا ہے وہ ان کی ذات کا حصہ بن گئے۔ مختلف شاعروں کے اثرات ان کی غزلوں میں نمایاں ہیں۔ اردو تنقید اثر پذیری کی صفت کو بھی خرابی پر محمول کرتی ہے۔ مصحفی کو اسی بنا پر رد کیا گیا ہے۔ اسے دوسرے درجے کا شاعر تک کہہ دیا گیا ہے۔ بات یہ ہے کہ انا پرست رومانی ذہن نہ اثرات قبول کرنے کا اہل ہوتا ہے اور نہ اسے اچھی بات سمجھتا ہے اس لیے کہ وہ خود کو اندر سے تبدیل ہی نہیں کرنا چاہتا۔

اب میں خود پر نظر ثانی کر چکا۔ آپ نے حسرت کی اثر انگیزی اور لذیذ غزلیں پہلے ہی سے سن رکھی ہیں۔ میں آپ کے سامنے دو ایسی غزلیں پیش کرتا ہوں جن میں زندگی کے قدری رویوں کا اظہار ہے:

احباب سے مخصوص نہ اغیار پہ موقوف
عیش دو جہاں ہے کرم یار پہ موقوف

کر سکتے ہیں خاموش بھی ہم دین کی خدمت
یعنی یہ نہیں شورش اخبار پہ موقوف

قوموں کی ترقی کے ہیں کچھ اور ہی اسباب
جو ڈاک پہ موقوف نہ ہیں تار پہ موقوف

ایسا تو نہیں ہے کہ عنایت ہو خدا کی
زاہد کے اسی جبہ و دستار پہ موقوف

لطف و کرم یار پہ یا جور و جفا پر
ہے فیصلہ دل انہیں دو چار پہ موقوف

منصور کی سولی پہ نمایاں ہوئی عظمت
ہے طنطنہ اہل رضا دار پہ موقوف

قوت کی جو پوچھو تو یہ ہوتی ہے ہمیشہ
اقوام میں افراد کے ایثار پہ موقوف

کیا چیز تھی غم جاناں کی فراغت
جس کا ہے بیاں میرے دل زار پہ موقوف

ایمان و اتقا ہی نہیں شان اولیاء
بے حزن و خوف غیر بھی ہے جان اولیاء

اسلام بے مثال ہے اسلام عاشقاں
ایمان بے نظیر ہے ایمان اولیاء

اسلام عاشقاں کی اگر ہے طلب تجھے
اے دل بگیر دامن سلطان اولیاء

آئی ہوئی رضائے الٰہی کی ہے برات
سب کربلا میں جمع ہیں مہمان اولیاء

Marfat.com

گلگوں لباس خون شہادت پہن کے آج
دولہا بنے گا وہ شہہ خوبان اولیاء
روشن ہے نور صبح و سکون بے سواد شام
تاباں ہے صبح عشق درخشان اولیاء
زنجیر و طوق ظلم کا عابد کو غم نہیں
ہم رنگ بزم عشق ہے زندان اولیاء
صبر و صلواۃ عشق سے ہیں سب کے دل قوی
ثابت قدم ہیں سارے مریدان اولیاء
حسرت حسین ابن علی کا ہوں میں غلام
حاصل ہے مجھ کو فضل نمایان اولیاء

اب اگر ان غزلوں نے آپ کی انا کو ٹھیس پہنچائی ہو یا کسی اور طرح آپ کے لیے چیلنج کا باعث بنی ہوں تو میں آپ سے معذرت کرتا ہوں۔ البتہ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ان لوگوں سے کیا کہوں جو حسرت موہانی اور ڈپٹی نذیر احمد دونوں کو بیک وقت ہضم کر لیتے ہیں اور پیٹ میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔

سجاد باقر رضوی

حسرت کی معنویت

حسرت موہانی کی شاعری پڑھنے والوں کے لیے جتنی دل آویز ہے، تنقید نگاروں کے لیے اتنی ہی گمراہ کن ہے۔ ایک تو حسرت نے خود ہی یہ کہہ کر تنقید نگاروں کو ایک ایسے راستے پر ڈال دیا جس کی کوئی منزل نہیں۔

طبع حسرت نے اٹھایا ہے ہر استاد سے فیض

اب تنقید نگار ہیں کہ ان کے ہاں مختلف رنگ سخن تلاش کرتے ہیں اور حاصل تنقید وہی پاتے ہی جو پولیس کی تفتیش کا ہو سکتا ہے۔ تنقید نگار ہیں کہ انہیں ذاتی رنگ سے محروم ٹھہرا رہے ہیں۔ اس کے باوجود حسرت کی شاعری کو پسند کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پسند یا ناپسند راہ تو کم دکھاتی ہے گمراہ زیادہ کرتی ہے۔ نتیجہ کبھی کبھی یہ نکلتا ہے کہ تنقید نگار یہ کہہ کر اٹھتے ہیں:

"حسرت عظیم شاعروں میں سے ہیں۔ انہیں اچھا شاعر کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا"

کبھی کبھی مجنوں گورکھپوری جیسے نقاد یہ کہہ دیتے ہیں کہ:

"حسرت سے اردو شاعری میں نئے دور کی نفسیات شروع ہوتی ہے۔ ان کی غزلیں پڑھ کر ہم کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اندر ایک نیا شعور جاگ رہا ہے"

بعض نقاد یہ کہہ اٹھتے ہیں:

"حسرت نے پہلی بار غزل کو سچ بولنا سکھایا"

حالانکہ اردو غزل تو روز اول سے سچ بولتی رہی ہے۔ بڑے شاعر تو ایک طرف رہے داغ جیسے شعراء کے ہاں بھی سچ کا پلڑا بھاری دکھائی دیتا ہے۔

بعض نقادان ادب ہر استاد سے فیض اٹھانے کے رویے کو کلاسیکی رویہ قرار دیتے ہیں

Marfat.com

اور اسی میں حسرت کی عظمت تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ کلاسیک' روایت کی نقل سے کچھ زیادہ ہی نہیں' کہیں زیادہ ہے۔ نقادان ادب کی ان آراء سے بحث کی شاید ضرورت نہیں' نہ ہی ان بحثوں میں حسرت کی معنویت کی دریافت ممکن ہے۔ لہٰذا ان بحثوں یا دعاوی سے صرف نظر کرتے ہوئے حسرت کی معنویت کی دریافت کرنا ہوگی۔ حسرت نے اپنے مضامین کی ایک تقسیم تو خود ہی کی ہے۔ ایک تقسیم خلیل الرحمن اعظمی نے کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"حسرت کے یہاں تین موضوع ملتے ہیں' عشق' تصوف اور سیاست۔"

اس میں فاسقانہ کا اضافہ کر لیا جائے تو حسرت کے مضامین کا احاطہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فاسقانہ شاعری کو کلام حسرت سے منہا کر دیا جائے تو حسرت سے بھی زیادتی ہے اور اردو شاعری سے بھی۔ حسرت کی شاعری میں سیاسی شاعری تو بس تبرک ہی ہے۔ اسے شاید اسی لیے پڑھا جاتا ہے کہ یہ حسرت کی شاعری ہے' کیونکہ ان کی سیاسی شاعری اس درجے کی ہے:

لازم ہے یہاں غلبہ آئین سُوویت
دوچار برس میں ہو کہ دس بیس برس میں

حسرت کی عاشقانہ' متصوفانہ اور اور فاسقانہ شاعری کو کسی طور پر بھی نظرانداز کرنا ممکن نہیں۔ اگرچہ اسے عظیم شاعری کہنا بھی ممکن نہیں۔ دراصل حسرت اور اس کی شاعری کو عظیم تو کیا Major بھی نہیں کہا جاسکتا۔ انہیں جدید غزل کا بانی قرار دینا تو غزل سے بھی زیادتی ہے اور جدید سے بھی۔

حقیقت یہ ہے کہ کلاسیک بننے اور کلاسیکی ہونے میں جو فرق ہے وہی حسرت کی شاعری اور عظیم شاعری میں ہو سکتا ہے۔ حسرت نے کلاسیکی بننے کے لیے ہر استاد سے فیض اٹھایا' مگر وہ ان اساتذہ کے فیض کی تالیف نہ کر سکے۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً" ایک نئی' توانا اور منفرد آواز پیدا ہو جاتی۔ ایسی بڑی فنکاری سے یقیناً" عظمت جنم لے سکتی ہے۔ کلاسیکی بننے کے لیے اساتذہ کی آواز میں آواز میں ملانا کافی نہیں ہوتا اس آواز کو

تاریخی شعور سے قبول کرنا ضروری ہوتا ہے یا یوں کہئے کہ قدیم آواز اور جدید عہد کے طرز احساس تالیف (Synthesis) کرنے سے کلاسیک جنم لیتی ہے۔

دیکھنے کو تو حسرت کے ہاں غزل کے روایتی موضوع عشق اور تصوف دونوں مل جاتے ہیں۔ عہد جدید کا موضوع سیاست بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس کے باوجود وہ عظمت سے محروم رہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عظیم شاعری میں مختلف موضوعات کی میکانکی یکجائی نہیں ہوتی کیمیائی ترکیب ہوتی ہے۔ یہی کیمیائی ترکیب کسی شاعر کو عظمت دے سکتی ہے۔ مختلف مضامین الگ الگ رہتے ہوئے کسی کو عظمت نہیں دے سکتے' یکجا ہو کر' اک مک ہو کر عظمت کے حامل بنتے ہیں۔ ایسی صورت میں عشق سیاست بن جاتا ہے اور سیاست عشق ہو جاتی ہے۔ اگر حسرت کے ہاں ایسا ہو جاتا تو وہ فیض کے درجے کو چھو سکتے تھے اور جدید غزل کے بانی بن سکتے تھے۔

حسرت کے ہاں عشق کا موضوع غالب ہے اور یہ کوئی چھوٹا موٹا موضوع نہیں یہ تو خود ایک کائنات ہے' مگر حسرت نے اس کائنات کے ان دیکھے منطقے دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ عشق کی حیاتیات' سماجیات اور روحانیات میں ایک دنیا دکھائی دیتی ہے۔ اس قطرے میں کتنے ہی دجلے متحرک نظر آتے ہیں۔ حسرت نے اس دنیا کے بہت کم امکانات کو دریافت کیا اور یہی ان کی منزل تھی۔ یہی منزل ہر نوجوان کا مقدر بھی ہوتی ہے اور مقصد بھی۔ یہی ان کی مقبولیت کا سبب ہے اور یہی ان کی مقبولیت کا راز ہے۔

عموماً" مقبولیت اور دلنوازی کی ایک خاص عمر ہوتی ہے۔ یہ عمر پا کر اختر شیرانی دنیا سے چل بسے' عدم قصہ پارنیہ ہو گئے۔ اور بہت سے بہت جلد اپنی منزل کو پاتے نظر آتے ہیں۔ حسرت نے طویل عمر پائی ہے۔ وہ اب بھی مقبول ہیں۔ اسُ کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ان کی شاعری میں وہ ربط اور عمق ہے کہ معانی کے نئے پرت اور مفاہم کے نئے منطقے سامنے آکر ان کو حیات نو دے رہے ہیں۔ ان کی شاعری پڑھتے ہی مفہوم دماغ میں اور شعر دل میں اتر جاتا ہے۔ دلنوازی اور دلداری کی وجہ وہ غزلیں نہیں ہیں جن

Marfat.com

پر نظمیت کا گمان ہوتا ہے' بلکہ وہ شعر اور غزلیں ہیں جنہیں ہر لحاظ سے شعر اور غزل کا شعر کہا جا سکتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے عشق کے بیان میں مہذب رویہ اپنایا۔ نہ وہ عیاش اور اوباش تھے نہ ان کی شاعری۔ انھوں نے ماضی سے تہذیب نفس بھی سیکھی تھی اور سلیقہ اظہار بھی۔ جس کا ثبوت یہ شعر ہیں:

خود بخود بوئے یار پھیل گئی
کوئی منت کش صبا نہ ہوا

○

کہاں سے آئی خدا جانے زلف یار کی بو
کچھ امتیاز نسیم وشمال ہو نہ سکا

○

ہوس انگیز تمنا ہے لب یار کا رنگ
روشنی بخش نظر ہے مئے گلنار کی بو

○

اک بار بس گیا جو کہیں ان کی باس میں
خوشبوئے حسن برسوں رہی اس لباس میں

○

محتاج بوئے عطر نہ تھا جسم خوب یار
خوشبوئے دلبری تھی جو اس پیرہن میں تھی

یہاں کچھ اس قسم کے اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جہاں بھٹکنے اور جنس کی دلدل میں پھنس جانے کے امکانات تھے' مگر حسرت ان سے دامن بچا گئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حسرت کے ہاں فراق کے علاوہ وصال کی کیفیت بھی عام ہے۔ فراق میں یہ امکان غالب ہوتا ہے کہ شاعر اپنے آپ کو پالے' مگر وصال میں یہ امکان موجود ہوتا ہے کہ شاعر اپنا چہرہ بگاڑ بیٹھے۔ Tragedy میں یہ سہولت ہوتی ہے کہ

Marfat.com

فنکار اپنے آپ کو پا سکتا ہے، مگر Comedy کا کلاؤن اپنا چہرہ بگاڑ بیٹھتا ہے یا گم کر بیٹھتا ہے۔ فراق میں تو وہ اپنے باطن کو کھوجتا ہے جبکہ وصال میں وہ اپنے چہرے پر ایسا Persona چسپاں کرنے کی کوشش کرتا ہے جو محبوب کو پسند ہو۔ یعنی دوسروں کی پسند کا Persona- ایسا کرنے میں گمراہی کا راستہ کھلا ہوتا ہے۔ وہ اپنا چہرہ بگاڑ سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ Persona ہی اس کا چہرہ بن جائے اور عین ممکن ہے کہ اس کا چہرہ ہی ٹوٹ پھوٹ کر اس Persona کے مطابق ڈھل جائے۔ دونوں صورتوں میں اپنے چہرے سے محرومی کا خطرہ پنہاں ہوتا ہے۔ حسرت کی کامیابی یہ ہے کہ اس نے اپنا چہرہ بچا لیا ہے۔ وہ self تو دریافت نہ کر سکا، مگر اپنا چہرہ بھی گم کرنے سے محفوظ رہا۔ یہی حسرت کی شاعری کا جواز ہے:

چھیڑتی ہے مجھے بے باکی خواہش کیا کیا
جب کبھی ہاتھ وہ پابند حنا ہوتے ہیں

○

گر جوش آرزو کی ہیں کیفیتیں یہی
میں بھول جاؤں گا کہ مرا مدعا ہے کیا

○

اس حیلہ جو نے وصل کی شب ہم سے روٹھ کر
نیرنگ روزگار دو عالم دکھا دیا

○

جلوہ یار ہے دلوں کے لیے
فی المثل اک طلسم ہو شربا

○

تھی راحت حیرت کی کس درجہ فراوانی
ہم نے غم ہستی کی صورت بھی نہ پہچانی

Marfat.com

حسرت نہ تو جلوہ یار کے طلسم ہوشربا سے نکل سکے نہ نکلنا چاہتے تھے۔ انہوں نے غم ہستی کی صورت بھی یقیناً" نہیں پہچانی، لیکن جوش آرزو کی کیفیتوں میں انہوں نے Persona بدلنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔ وہ ایک ہی چہرہ رکھتے تھے۔ یہی چہرہ محفوظ رہا اور ان کی شاعری کو مقبول شاعری کے دفتر میں محفوظ کر لیا گیا۔

پروفیسر امجد علی شاکر

Marfat.com

تنویر عباس نقوی؟؟؟

عہد ساز ادیب منٹو پر "الزام" تھا کہ وہ اپنے قلم سے چونکا دیتا ہے......

ہمارے ایک سائیکاٹرسٹ دوست کا کہنا ہے کہ انسان اُس وقت چونکتا ہے جب اسے کوئی نئی شے دکھائی دیتی ہے، نئی معلومات ملتی ہیں یا نیا خیال سُوجھتا ہے.......!

میں سمجھتا ہوں "نیا پن" محسوس کرنے کے لئے تھوڑا سا "معصوم" ہونا ضروری ہے...... کیا ہم معصوم رہ گئے ہیں؟؟

ہم تو شُتر بے مہار "ترقی" اور "کمیونیکیشن" کے مارے ہُوئے لوگ ہیں۔ اب کچھُ بھی ہو جائے ہم چونکنا تو کجُا سوچتے بھی نہیں..... سوچ کی کمیابی اور محسوسات کی نایابی کے اس دَور میں کچھ بھی نیا نہیں رہ گیا۔

بونوں کے اس معاشرے میں منٹو جیسے قد آور شخص کی توقع کرنا یقیناً" دیوانے کا ہی خواب ہو سکتا ہے۔

مگر ایسے میں، کہ جب سبھی کچھ تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے، محاورے بھی تبدیل ہو رہے ہیں، اب دیوانے محض خواب ہی نہیں دیکھتے بلکہ اپنے عمل سے "بے رِحس" لوگوں کو بھی حیران کر دیتے ہیں۔

اور تنویر عباس نقوی بھی ایسا ہی دیوانہ ہے جسے نئی طرحیں نکالنے اور نئے نکات اُٹھانے کا شوق ہے۔

اصل میں تنویر عباس نقوی ایک "ترقی پسند" دیوانہ ہے جس نے نو عُمری میں ہی شعر و ادب اور صحافت کے میدانوں میں قابلِ ذکر کامیابی حاصل کی ہے۔

Marfat.com

غالباً" اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تنویر ہمیشہ سے اپنا موازنہ آدم زادوں کے سُرخیلوں یعنی عظیم انسانوں سے کرنے کا عادی ہے۔ وہ ماضی کے کسی بھی بڑے انسان کے بارے میں یوُں بات کرتا ہے گویا وہ اس کا ہم عصر ہی ہے...... تنویر کا اپنا شعر ہے

آدمی سے میں تو اُوپر ہو گیا ہوں
یعنی انساں کے برابر ہو گیا ہوں!

زیرِ نظر انتخاب میں اہل عِلم و فضل کے سینوں کو گرمانے اور سامانِ طرب بہم پہنچانے کا وافر مَواد موجود ہے۔ چُونکہ مرتّب نے محض "مرتّبانہ" نہیں بلکہ محققانہ اندازِ فکر اور حسرت موہانی کی شخصیت اور فن کے بارے نئے نکات اُٹھانے کا رویہ اپنایا ہے جس کا اندازہ مرتّب کے اپنے مضمون سے لگایا جا سکتا ہے' وہ لکھتا ہے:

"...... حاصلِ کلام یہ ہوا کہ میں نہ صرف حسرت موہانی کے حوالے سے' Translated اصولِ نقد و نظر سے انکاری ہوں بلکہ سرزمین پاک و ہند پر' ماسوائے ترقی پسندوں کی تحریک کے' کسی کلاسیکی یا رُومانی تحریک کے وجود کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں!!"

حسرت موہانی کے منتخب کلام سے حظ اٹھانے والے وہ حضرات یقیناً" یہاں پر ٹِھٹھکیں گے' جو حسرت کو محض ایک رُومانی شاعر' حُسن پرست یا عاشق وغیرہ ہی سمجھتے ہیں...... میرے نزدیک یہی تنویر کا حاصل محنت ہو گا۔

ذاتی طور پر تو مجھے بھی تنویر کی مذکورہ بالا رائے نے چونکا دیا ہے کہ اس جیسا حسن و عشق پسند کیونکر رُومانی یا کلاسیکی روایات و تحاریک سے انکاری ہو سکتا ہے......!!

قارئین کرام! میں جہاں چونک جاؤں وہاں مزید نہیں بولا کرتا بلکہ سوچنا شروع کرتا ہوں' آپ بھی تنویر عباس نقوی کی اِس کاوش سے لطف لیجئے اور اس کے اٹھائے ہوئے نکات پر سوچئے......!

ساجد گل

Marfat.com

حسرت موہانی ---- کلاسیکی یا رومانوی؟

اردو ادب میں آسکروائلڈ کے نظریہ فن یعنی Art for the sake of art کے پیروکاروں کی تعداد تقریباً" نہ ہونے کے برابر ہے---- اگر تلاشنے پر دوچار نام مل بھی جائیں (یا بہت سے بزعم خود ادیب' شاعر جنہیں ادب برائے ادب تخلیق کرنے کا دعوی رہا ہے) تو انہیں آسکر وائلڈ یا اس سکول آف تھاٹ سے کلی طور پر متفق قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہ ممکن نہیں--- کہ برصغیر پاک و ہند میں محض تفریح طبع کے لیے ادب تخلیق کرنے کا ماحول نہ رہا ہو--- یا اس سرزمین پر صنمیات' تجلیات' جمالیات اور ما بعد الطبیعیات کے حوالے سے مواد کی کمی رہی ہو--- یا یہاں زندگی کی تلخیوں سے فراریت اور رومانیت پسندی کا رجحان نہ رہا ہو--- حقیقت یہ ہے کہ یہاں' ادب برائے ادب کی تخلیق کے جتنے موزوں و مناسب حالات رہے ہیں' شاید پورے یورپ و امریکہ میں میسر نہ ہوں۔

اگر یہاں خالص حالت (Pure form) میں ادب برائے ادب کا غلغلہ نظر نہیں آتا تو اس کی دوسری کوئی بھی وجہ ہو' پہلی وجہ یہ ہے کہ سرزمین ہندوستان (پاک و ہند) فاتحین اور مفتوحین کی سرزمین ہے--- یہاں دیس دیس سے آنے والے' ڈاکو لٹیرے' تاجر اور مذہبی پیشوا اپنا کلچر ساتھ لے کر آتے تھے جو یہاں کے کلچر سے مل کر ایسا Multi color ہو جاتا تھا کہ اس میں سے تہذیب اور تمدنُ کے سوتے پھوٹنے لگتے تھے۔ ایسے حالات میں محض ادبیات کا فروغ خام خیالی کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ حاکموں اور محکوموں کی معاشرت اور جمالیات سے (ادب میں جس قدر بھی لا -یعنیت اور بے

Marfat.com

مقصدیت بھر جائے)' معروضیت (Objectivity) اشارت اور بغاوت کے عناصر عنقا نہیں کیے جا سکتے۔

کہ ایسے معاشروں کی سماجی نفسیات اور معاشیات حتی کہ وہاں کے مذاہب سے بھی معاشرے کے حساس افراد' ایک حد سے زیادہ لا تعلق رہ نہیں سکتے---

یہاں کے سماجی' معاشی اور جغرافیائی حالات کی وجہ سے ہی' سرزمین ہندوستان پر کسی باقاعدہ کلاسیکی یا رومانوی تحریک کے اثرات کا جائزہ لینا ممکن نہیں رہا۔

کسی تحریک کی ابتداء کے لیے جس باقاعدہ نظام کی ضرورت ہوتی ہے' یہاں رائج نہیں رہا۔ سوائے ترقی پسند تحریک کے' جو ایک باقاعدہ نظام کے تحت وجود میں آئی اور ایک مخصوص نظریے کو لے کر آگے بڑھی۔

_____ کلاسیکی اور رومانوی تحریکوں کی اصطلاحیں استعمال کرنے والے نقادان ادب' اس حقیقت سے یقیناً" واقف ہوں گے کہ اردو ادب میں کسی بھی دور کے شاعر یا ادیب (ناول نگار' یا افسانہ نگار) کو صحیح معنوں میں' کلاسیکیت اور رومانیت کے سانچوں میں نہیں ڈھالا جا سکتا۔

کیا میر تقی میر کو محض کلاسیکی شاعر کہا جا سکتا ہے؟-- ان کی یاسیت' نا امیدی' آہ وبکاہ' آہا ہاکاری اور تخیلاتی پرواز کو کس کھاتے میں ڈالا جائے؟

کیا غالب کلاسیکی شاعری کے معیار پر پورا اترتے ہیں؟--- ان کی رومانوی بغاوت' خودی وانا' نرگسیت اور "غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں" کا خیال کس شمار میں ہو گا؟-----

کیا ٹیگور' ابوالکلام آزاد' یا اقبال پر رومانویت پسندی کا "غلاف" چڑھایا جا سکتا ہے؟-- ان کا مجسم عشق' قوت کاملہ اور سماجی قدروں کی ٹوٹ پھوٹ "رومانویت" کہلائے گی؟ _____

صحیح معنوں میں ترقی پسند ادیبوں' شاعروں اور افسانہ نگاروں کی تخلیقات کو بھی ان "نام نہاد" کلاسیکی یا' رومانوی اثرات سے الگ کر کے نہیں پرکھا جا سکتا

Marfat.com

اس موضوع پر "نقلو نقلی" اتنی زیادہ مغزماری ہو چکی ہے کہ اس حوالے سے ' حسرت کی کسی نئی جہت پر بات کرنا ممکن ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔ میرے نقطہ نظر سے ' حسرت نہ تو کلاسیکی ہیں اور نہ ہی رومانوی۔۔۔۔ (یعنی انگریزی ادب کی کلاسیکی اور رومانوی تحریکوں کے معیار پر انہیں کلاسیکل یا رومانٹک ثابت نہیں کیا جاسکتا)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ فاتحین اور مفتوحین کی سرزمین پر کسی "منظم تحریک" کے ذریعے کوئی تخلیقی کام ہو ہی نہیں سکتا کہ ایسی سرزمینوں سے یا تو قصیدے پھوٹتے ہیں یا مرثیے اور نوحے۔ اردو غزل سے قصیدے' مرثیے اور نوحے کے عناصر منہا کر دیئے جائیں تو پیچھے صرف Mental Masterbation بچتی ہے۔

اردو غزل کا یہ پلس پوائنٹ ہے کہ مردم بیزار شاعروں سے رنڈی باز شاعروں تک کوئی بھی سماجیات کے "اصل ایشو" سے دامن نہیں بچاسکا۔۔۔ اور کوئی بھی کیٹس (Keats) کی طرح محض "A thing of Beauty is a joy forever" کا الاپ نہیں کرتا رہا۔

ہر دور میں سماج کے دکھ کا اظہار وقتاً" فوقتاً" ہوتا رہا۔ ولی دکنی نے اسے اپنے انداز میں کیا۔ میر تقی میر اور غالب نے اپنے۔۔۔ حتیٰ کہ داغ جیسا کل وقتی عاشق بھی سماج سے دامن نہ چھڑا سکا۔

حسرت موہانی نے بھی' اپنے دور کی سماجیات کے حوالے سے چند لائنیں کھینچیں۔ اگرچہ حسرت موہانی جیسے سیاسی رہنما سے کچھ زیادہ کی توقع تھی' تاہم یہ عجیب بات ہے کہ اپنے دور کی تقریباً" تمام بڑی سیاسی جماعتوں (آل انڈیا مسلم لیگ' آل انڈیا کانگریس اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا) کے پلیٹ فارموں سے خطاب کرنے والے حسرت شعروں کی دنیا میں کہیں بھی "سیاسی" نہیں ہوتے۔۔۔۔ وہ کسی بھی جگہ سقراطی' بقراطی اور افلاطونی فلسفوں کی تبلیغ نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے سیاسی آدرشوں کو اپنے شعری جھروکوں کے اندر جھانکنے دیتے ہیں۔۔۔۔ بلکہ کل ہند ترقی پسند مصنفین کی پہلی کانفرنس میں انہوں نے خود اعتراف کیا تھا:

"شاعری کے معاملے میں آپ کو میری تقلید کرنے کی ضرورت نہیں"

یہ سچ ہے کہ حسرت کی شاعری میں "سماجیات" آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں لیکن

Marfat.com

یہ بھی حقیقت ہے حسرت کا رومانوی تجربہ نیا نہیں ہے بلکہ اکتساب فیض کا نتیجہ ہے ـــــ حسرت کی شاعری میں درجنوں ایسے اشعار موجود ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ حسرت نے اپنے ''شعری گلستان'' میں کہاں سے کلیاں مانگی ہیں، کہاں سے پتیاں لی ہیں، رنگ کہاں سے لیے اور تتلیاں اور بھونرے کدھر سے آئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کی ''شعری بوستان'' میں موجود سوز و ساز، لے اور سر، درد اور آہیں بھی اپنا پتا خود بتاتے ہیں۔

مثالیں ملاحظہ ہوں:

طرزِ مومن میں مرحبا حسرت
تیری رنگین نگاریاں نہ گئیں

------O------

کہاں سے آئیں گی نیرنگیاں ترکیبِ مومن کی
یہ لُطفِ خوش بیانی حسرتِ رنگیں بیاں تک ہے

-----O-----

حسرت تیری شگفتہ کلامی پہ آفرین
یاد آگئیں نسیم کی رنگیں بیانیاں

-----O-----

حسرت رُوا رُوی میں بھی اتنا رہے خیال
اشعار میں نسیم کا رنگِ بیاں رہے

-----O-----

نسیم دہلوی کی پیروی آساں نہیں حسرت
تجھی سے ہے کہ نیرنگئ گفتار بپا رہے

-----O-----

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظم حسرت میں بھی مزا نہ رہا

-----O-----

Marfat.com

ہم جامی و حافظ کے بھی قائل ہیں پر حسرت
خوبی میں نہ پہنچا کوئی سعدی کی غزل تک

درحقیقت حسرت موہانی کی "رنگیں بیانی اور "نیرنگی گفتار" ایک ایسے عاشق سیماب کا اعجاز ہے جو عشق و محبت کے Fundamentals سے انحراف نہیں کرتا' بلکہ میر' مومن' نسیم اور سعدی کا میٹریل لے کر بنیادیں بھرتا ہے اور پھر اپنے انداز سے اینٹیں دھرتا جاتا ہے' تاکہ بننے والی دیواریں اور ڈالی جانے والی چھت اس کی اپنی ہو

مگر عاشق سیماب کے نصیب میں چھت کہاں؟۔۔۔۔ عاشق سیماب تو منبع مہرو وفا اور "چلتا پھرتا عاشق" ہے اور اس کے عشق کی آفاقیت (Universality) کا ثبوت یہی ہے کہ وہ کسی مخصوص ڈھب کے جسم' مخصوص رنگ کی آنکھوں' مخصوص طرز کی مسکان یا کسی مخصوص قسم کی اشارت وادا کا قائل نہیں ہوتا۔۔۔۔ وہ تو پینترے بدلتا رہتا ہے۔۔۔۔ عشقیہ پینترے۔۔۔۔ جس میں ہر نئے عشق کو انتہا تک چھوڑ آنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔

حسرت کے عشق سے تصوف نکالنے والے بھی موجود ہیں لیکن شاید انہیں علم نہیں کہ عشق اور تصوف دو متوازی قوتیں نہیں ہیں۔۔۔۔ عاشق اور صوفی دراصل ایک ہی راستے کے راہی ہوتے ہیں اور ان کی منزل بھی مختلف نہیں ہوتی۔ اصل بات یہ ہے کہ عشق اور تصوف کا ملاپ ایک کیمیائی عمل ہے اور اس عمل سے پیدا ہونے والی شاعری سے میکانکی (Mechanical) بنیادوں پر عشق اور تصوف علیحدہ علیحدہ نہیں کیے جاسکتے۔

حسرت اپنے عشق میں سے نئی جہتیں اور سمتیں نکالتے رہتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان کا عشق "دنیاوی فواحش" سے آلودہ نہیں ہوتا۔۔۔۔

بتانِ ماہ رو کے حُسن پر ایمان لایا ہوں
انہیں کو دیکھ کر ہوتی ہے اب یادِ خدا مجھ سے

-------○-------

جوانی میں عشقِ بتاں بس ہے حسرت
بڑھاپے میں یادِ خدا کیجئے گا!

-------○-------

اچھا ہوا کہ مملکتِ حسن و عشق میں
حسرت وہ پادشاہ' مَیں سائل ٹھہر گیا

عاشق سیماب کا یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ ترک محبت کے بعد بھی اپنے محبوب کو بھولتا نہیں' مسلسل یاد کرتا ہے اور "نئے محبوب" کا "پرانے محبوب" کے Salient Features کی بنیاد پر ہی انتخاب کرتا ہے

اس کا ایک طرف تو ایسا Behaviour ہوتا ہے:

حقیقت کُھل گئی حسرت ترے ترکِ محبت کی
تُجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

جبکہ دوسری طرف:

کیوں نہ ہو اپنے اِشتیاق میں فرق
آگیا آپ کے مَذاق میں فرق

------○------

نہ سہی گر انہیں خیال نہیں
کہ اب ہمارا بھی وہ حال نہیں

میرے "عاشق سیماب" کو وہ لوگ سمجھنے سے قاصر رہیں گے جو عشق کی سیمابی کیفیت کو "تجسیمی عشق" قرار دیں گے اور عاشق سیماب کو "ہوس پرست" کہیں گے لیکن ہوس پرستی اور "سیمابیت" دو مختلف چیزیں ہیں 'اگرچہ ایک دوسری کی متضاد نہیں۔

حسرت موہانی کی "سیمابیت" کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ہر درد' ہر مرض کی دوا ہے تمہارے پاس
آتے ہیں سب یہیں کہ شفا ہے تمہارے پاس

------○------

خانہ ء جاں میں نمودار ہے اک پیکرِ بے نور
حسرتو! آؤ رخِ یار کا ایک جلوا دیکھو

------○------

Marfat.com

سر کہیں، بال کہیں، ہاتھ کہیں، پاؤں کہیں
اُن کا سونا بھی ہے کہ کِس شان کا سونا دیکھو

-----O-----

کر دی زبانِ شوق نے سب شرحِ آرزو
الفاظ میں گرچہ صراحت نہ ہو سکی

----O----

حُسن جب تک رہا نظارہ فروش
صبر کی شرمساریاں نہ گئیں

-----O-----

وہ سوتے رہے ہیں الگ ہم سے جب تک
مُسلسل ہم آنسو بہاتے رہے ہیں

عشق میں "سیمابیت" بطرز بشریت ہوس نہیں ہوتی بلکہ یہ حق بشریت ہے کہ عاشق سیماب، بہرطور، انسان ہے، فرشتہ نہیں

حسرت کے حوالے سے ایک اور بات کرنا بھی ضروری ہے کہ کُچھ ناقدین نے حسرت کو Hemiplagia کا مریض Paint کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔۔ حسرت کے عشق کو مجہول اور بانجھ سمجھنے والے اگر ان کی سیاسی زندگی پر ایک نظر ڈالنے کی جسارت کر لیتے تو ایسا کرنے کی کبھی جرأت نہ کرتے۔

حاصلِ کلام یہ ہوا کہ میں نہ صرف حسرت موہانی کے حوالے سے Translated اصول نقد و نظر سے انکاری ہوں بلکہ سرزمین پاک و ہند پر، ماسوائے ترقی پسندوں کی تحریک کے، کسی کلاسیکی یا رومانی تحریک کے وجود کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں۔

تنویر عباس نقوی

Marfat.com

اظہارِ تشکر

قوتِ عشق بھی کیا شے ہے‘ کہ ہو کر مایوس
جب بھی گرنے لگا ہوں میں سنبھالا ہے مجھے

انسان‘ بنیادی طور پر سہل طلب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ میں فرہاد جیسے کوہ کن کم کم ملتے ہیں لیکن ”قوت عشق“ ایسی بلا ہے کہ بڑے بڑے ”ناموں گرامیوں“ کے نام بچے ہوئے ہیں۔

رئیس المتغزلین مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی کے کلام کا انتخاب‘ ان دنوں کی داستان ہے‘ جن دنوں میرا عشق عروج پر تھا‘ اردو شاعری (قدیم وجدید) کے سرخیل‘ میرے سامنے بازو پھیلائے کھڑے تھے اور میں شب و روز ان سے بغل گیر ہو رہا تھا۔ ان دنوں کی ”کارروائیوں“ کو جمع کر کے‘ میں نے اسے ”متاع لوح و قلم“ کا نام دیا۔ ولی دکنی سے لے کر موجودہ شعراء تک‘ کم و بیش 50 نفوس پر ان کی ذات اور فن کے حوالے سے‘ تحقیقی‘ تنقیدی اور سوانحی مضامین کی اس ”متاع“ کو میں نے‘ بڑی دیانت داری سے‘ سپرد قلم کیا تو میرے ذہن میں فردا” فردا” کچھ شعراء کو الگ سے متعارف کروانے کا کوندا لپکا..... اس وقت میرے سامنے قدیم و جدید شعراء کا ”انبار کلام“ موجود تھا۔ کچھ ”باہنر“ شعراء کرام تو ایسے بھی تھے کہ ان کے درجنوں مجموعہ ہائے کلام سے 19‘20 اشعار کا انتخاب بھی مشکل تھا لیکن چند نام

Marfat.com

ایسے بھی تھے کہ میں باوجود ہزار کوشش کے' ان کے سحر کلام سے نہ نکل سکا۔

مولانا حسرت موہانی' ساحروں کی اسی فہرست میں انتہائی بلند درجے پر فائز ہوئے اور میں نے ان کے کل کلام سے انتخاب کر کے' خوبصورت کہانیوں کی خالق یاسمین نشاط کو بھجوا دیا۔ جنہوں نے اپنے صاف ستھرے ہینڈ رائٹنگ میں اسے نقل کر دیا۔ "متاع لوح و قلم" کے عنوان سے' بیسویں صدی کے مہان شاعر فیض احمد فیض کی تصنیف موجود ہے۔ مجھے مجبوراً" اس ٹائٹل کو بدلنا پڑا۔ اگرچہ ابھی تک اسے "متاع قلم" کا نام ہی دیا ہے' تاہم استاد گرامی جناب منیب برہانی اور ہم سخن ساتھی ابو سجاد ساغر مسلسل اسی تاک میں ہیں کہ میری محنت شاقہ کو کوئی مناسب نام دیا جا سکے۔

کلام حسرت کے انتخاب میں' یاسمین نشاط کا دم ہی میرے لئے غنیمت تھا۔ انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود' مجھ پر یہ احسان کیا ہے اور بدلے میں' میں نے اس مجموعہ انتخاب کا انتساب ان کے نام کر دیا ہے کہ اپنے جبلی ناشکرے پن کی وجہ سے' میں اس سے زیادہ کچھ کر نہیں سکتا۔

اس ضمن میں' "خواتین ٹائم" کے مدیر اعلیٰ خالد ڈوگر اور ایگزیکٹو ایڈیٹر اکرم ڈوگر کا ممنون ہوں کہ انہوں نے خلوص نیت کا مظاہرہ کیا اور کلام حسرت کو کمپوز کروا دیا۔ شہزاد شیخ اور آصف عفان وغیرہ کا شکریہ اس لئے ادا کر رہا ہوں کہ ایسا کرنے کے لئے دونوں نے باقاعدہ منت کی ہے۔ باعلم کامریڈ راؤ دوست محمد کا بھی شکریہ ادا کرتا چلوں' جس نے "مقالات سبط حسن" (مرتب سید جعفر احمد) سے ایک مضمون "حسرت صاحب اور ان کے نظریات" تلاش کر کے' مجھے فراہم کیا۔ جو اس انتخاب کے پیش لفظ کے طور پر کام آیا۔ مولانا حسرت کے ان درجنوں عشاق کا بھی شکر گزار ہوں' جنہوں نے اس انتخاب کو جلد از جلد کتابی صورت میں شائع کرانے پر زور دیا۔

Marfat.com

ادارہ تخلیقات کے مالک لیاقت علی نے کمال مہربانی کرتے ہوئے اس انتخاب کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا رسک لیا ہے۔

انتخاب کلام حسرت محض انتخاب نہیں ہے۔ علم و دانش، مہروفا، شکوے شکایتوں اور حکایتوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ہر اہل درد دل کے لئے "دوا" ہے۔

میرا ایمان ہے کہ اس انتخاب کو پڑھنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ ہزاروں میں سے چند افراد ایسے ضرور ہوں گے جو میری اس کاوش کو سراہیں گے۔

مجھے ان کی آراء کا انتظار ہے کہ اس سے زیادہ

نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا

تنویر عباس نقوی

25جون1998ء

Marfat.com

حُسنِ بے پرواہ کو خودبیں و خود آلہ کر دیا
کیا کیا میں نے اظہارِ تمنّا کر دیا

بڑھ گئیں تم سے تو مل کر اَور بھی بے تابیاں
ہم یہ سمجھے تھے کہ اب دِل کو شکیبا کر دیا

پڑھ کر تیرا خط مِرے دل کی عجب حالت ہوئی
اِضطرابِ شوق نے اک حشر برپا کر دیا

ہم رہے یاں تک تیری خدمت میں سرگرمِ نیاز
مُجھ کو آخر آشنائے نازِ بے جا کر دیا

اَب نہیں دل کو کِسی صُورت کِسی پہلو قرار
اُس نگاہِ ناز نے کیا سحر ایسا کر دیا

عشق سے تیرے بڑھے کیا کیا دِلوں کے مرتبے
لہر ذَرّوں کو کیا' قطروں کو دریا کر دیا

تری محفل سے اٹھاتا غیر مجھ کو کیا مجال
دیکھتا تھا مَیں کہ تُو نے بھی اِشارا کر دیا

سب غَلَط کہتے تھے لُطفِ یار کو وجہِ سکُوں
دَردِ دل اُس نے تو حسرت اَور دُونا کر دیا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کوئی بھی پُرساں نہیں حالِ دلِ رَنجُور کا
یہ سِتم دیکھو دیارِ شوق کے دستور کا

جاتے جاتے رَہ گیا وہ نازنین صبحِ وصال
ناز بردارِ اثر ہوں گریۂ مجبور کا

سر اُٹھائے بزمِ جاناں میں بھلا کس کی مجال
رعب غالب ہے یہ اس کے جلوۂ مغرُور کا

ہے غضب کی دلفریبی آج حُسنِ ماہ میں
پھر بھی دے اک جام ساقی بادۂ پُرنور کا

خاطرِ مایوس میں نقش اُمید وصل یار
نُور ہے صحرا میں گویا اک چراغ طُور کا

یَک قلم بے سُود ہے اظہارِ حالِ آرزُو
حُسن بے پرواہ کے آگے عشق نا منظور کا

مستیِ عیشِ دو عالم کی نہیں پرواہ مجھے
دیکھنے والا ہوں مَیں اُس نرگس مخمُور کا

ہے سپردِ خاک حسرت واں جو اک یارِ عزیز
قصد اک مدّت سے ہم رکھتے ہیں گورِ کھُور کا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

دِل کو خیالِ یار نے مخمور کر دیا
ساغر کو رنگِ بادہ نے پُرنُور کر دیا

مانوس ہو چلا تھا تسلّی سے حالِ دل
پھر تُو نے یاد آ کے بدستور کر دیا

گُستاخ دستیوں کا نہ تھا مُجھ میں حوصلہ
لیکن ہجومِ شوق نے مجبور کر دیا

کچھ ایسی ہوگئی ہے تیرے غم میں مُبتلا
گویا کِسی نے جان کو مسحُور کر دیا

بے تابیوں سے چھُپ نہ سکا ماجرائے دل
آخر حضورِ یار بھی مذکور کر دیا

اہلِ نظر کو بھی نظر آیا نہ روئے یار
یاں تک حجاب نُور نے مستور کر دیا

حسرت بہت ہے مرتبۂ عاشقی بلند
تُجھ کو تو مُفت لوگوں نے مشہور کر دیا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہم نے کِس دن تیرے کُوچے میں گُزارا نہ کیا
تُو نے اے شوخ مگر کام ہمارا نہ کیا

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتاریِ دل
اِلتفات اُن کی نگاہوں نے دوبارا نہ کیا

محفلِ یار کی رہ جائے گی آدھی رونق
ناز کو اُس نے اگر انجمن آرا نہ کیا

طعنِ احباب سُنے، سرزنِش خلق سہی
ہم نے کیا کیا تیری خاطر سے گوارا نہ کیا

جب دیا تُم نے رقیبوں کو دیا جامِ شراب
بھول کر بھی مری جانب کو اشارا نہ کیا

رُوبُرو چشمِ تصوّر کے وہ ہر وقت رہے
نہ سہی آنکھ نے گر اُن کا نظارا نہ کیا

گر یہی ہے ستمِ یار تو ہم نے حسرت
نہ کیا کچھ بھی جو دنیا سے کِنارا نہ کیا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہجومِ بے کسی کو وجہِ لُطفِ بے کراں پایا
کہ ہم نے آج اس نامہرباں کو مہرباں پایا

عجب تھا رنگ بزمِ یار میں نیرنگِ عالم کا
کسی کو سرنگوں دیکھا کسی کو شادماں پایا

ستم سمجھے ہوئے تھے ہم تری بے اعتنائی کو
مگر جب غور سے دیکھا تو اِک لُطفِ نہاں پایا

کسے فرصت تمھاری جستجوئے شوق بے حد سے
ابھی ہم نے کہاں ڈھونڈا، ابھی ہم نے کہاں پایا

نہ سمجھا بانیٔ جورو جفا اُس شوخ کو کوئی
کہ ہم نے جس کو پایا شکوہ سنجِ آسماں پایا

نہ پا سکتے کبھی پابند رہ کر قیدِ ہستی میں
سو ہم نے بے نشاں ہو کر تجھے او بے نشاں پایا

Marfat.com

حقیقت نالۂ دل سے کُھلی غم ہائے پنہاں کی
سُنا شورِ جرس جس نے نشانِ کارواں پایا

ہنسی عبرت بہت، جب رنگِ گُل کی بے ثباتی نے
چمن میں عندلیبِ سادہ دل کو شاداں پایا

نہ جائے کوئی میری وضعِ رُسوا پر کہ اے حسرت
کمالِ عاشقی نے مُجھ کو یکتائے زماں پایا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

یاد کر وہ دِن کہ تیرا کوئی سودائی نہ تھا
باوجودِ حُسن تُو آگاہِ رعنائی نہ تھا

عشق روز اَفزوں پہ اپنے مُجھ کو حیرانی نہ تھی
جلوۂ رنگیں پہ تجھ کو نازِ یکتائی نہ تھا

دید کے قابل تھی میرے عشق کی بھی سادگی
جبکہ تیرا حُسن سرگرم خُود آرائی نہ تھا

کیا ہوئے وہ دِن کہ محوِ آرزُو تھے حُسن و عشق
رَبط تھا دونوں میں گو ربط شناسائی نہ تھا

تُو نے حسرت کی عیاں تہذیب رسمِ عاشقی
اِس سے پہلے اعتبارِ شانِ رسوائی نہ تھا

☆ ☆ ☆

سرگرمِ ناز آپ کی شانِ جفا ہے کیا
باقی سِتم کا اور بھی حوصلہ ہے کیا

آنکھیں تری جو ہوش رُبائی میں فرو ہیں
ان میں یہ سحر کاریِ رنگِ حیا ہے کیا

گر جوشِ آرزو کی ہیں کیفیتیں یہی
مَیں بھول جاؤں گا کہ مِرا مُدعا ہے کیا

آتے ہیں وہ خیال میں کیوں مِرے بار بار
عشقِ خدا نُما کی یہی ابتدا ہے کیا

اک برقِ مضطرب ہے کہ اک سحرِ بے قرار
کُچھ پوچھیے نہ وہ نگہِ فتنہ زا ہے کیا

اس درجہ دل پذیر ہے آہنگ نغمہ کیوں!
پنہاں لباسِ درد میں تری صدا ہے کیا

Marfat.com

چل بھی دیے وہ چھین کے صبر و قرارِ دل
ہم پوچھتے ہی رہ گئے یہ ماجرا ہے کیا

نزدیک بامِ یار سے ہے نردبانِ عشق
اے دل یہ جائے حوصلہ ہے' دیکھتا ہے کیا

حسرت جفائے یار کو سمجھا جو تُو وفا
آئینِ اشتیاق میں یہ بھی رَوا ہے کیا

☆ ☆ ☆

مُجھ کو خبر نہیں کہ مرا مرتبا ہے کیا
یہ ترے اِلتفات نے آخر کیا ہے کیا

ملتیں کہاں گُداز طبیعت کی لذتیں
رنجِ فراقِ یار بھی راحت فزا ہے کیا

ہوں دَرد لادَوائے محبّت کا مبتلا
مجُھ کو خبر نہیں دَوا کیا' دُعا ہے کیا

مری خطا پہ آپ کو لازم نہیں نظر!
یہ دیکھئے مناسِبِ شانِ عطا ہے ؛کیا

ہیں بہترین صُلح یہ ظاہر کی رَنجشیں
ناحق ہوں میں ملُول' وہ مجُھ سے خفاؔ ہے کیا

گرویدہ جس سے تُو ہے خبر بھی نہیں اسے
پھر ترے اِضطراب کی حسرت رہنا ہے کیا

☆ ☆ ☆

ہم بندگانِ دَرد پہ مشقِ جفا ہے کیا
دِل جوئیِ وفا کا یہی متقضا ہے کیا

محرومیوں نے گھیر لیا ہے خیال کو!
اے عشقِ یار تیری یہی اِنتہا ہے کیا

شوقِ بقائے یار کہاں، مَیں حزیں کہاں
اے جانِ بے قرار تجھے یہ ہوا ہے کیا

ہو جائے گی کبھی نہ کبھی جانِ نذرِ یار
بیمارِ عشق ہم ہیں ہماری شفا ہے کیا

لاکھوں کو جس نے صبر سے بیگانہ کر دیا
کیا کہیئے آہ وہ نگہۂ آشنا ہے کیا

گرویدہ اس قدر ہے جو محرومیوں سے دل
اے دردِ یار تری اِسی میں بقا ہے کیا

سودائے عشقِ یار ملامت کی جا نہیں
حسرت کو پیرِ عقل یہ سمجھا رہا ہے کیا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اک برقِ تپاں ہے کہ تَکلّم ہے تمہارا
اک سحر ہے لرزاں کہ تبسّم ہے تمہارا

پایا جو تجھے دَرپے اظہارِ تمنّا
بولے وہ سراسر یہ توہّم ہے تمہارا

اشکوں سے ہے یہ خواہشِ دیدار کو شکوہ
کچھ آج غضب رنگِ تلاطم ہے تمہارا

دیکھے نہ ہمیں کوئی محبت کی نَظر سے
کیا خوب یہ اندازِ تحکم ہے تمہارا

اب اُن سے کہو آرزوِ شوق نہ حسرت
وہ حسنِ بیاں آج کہاں گم ہے تمہارا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جو نازِ حُسن سے کی تھی کبھی غرور کی بات
سو آج تک ہے مجھے یاد وہ حضور کی بات

بدیر جا کے ہُوا ختم سِلسلہ اس کا
چلی جو اہلِ خرابات میں سرور کی بات

مزاجِ یار مکدّر عدو سے کیوں ہوتا
ضرور کوئی نہ کوئی ہوئی فتور کی بات

میں دل کی آنکھ سے دیکھوں نہ چشمِ سر سے اُنہیں
کہ پھر نہ پیش نظر ہو وہ کوہِ طور کی بات

نہ پوچھیے کہ ہوئی حُسن کی عجب حالت
سنی جو پہلے پہل عشقِ ناصُبور کی بات

وہ بے سبب ہیں خفا مُجھ سے کیا کہوں حسرت
مُجھے تو یاد نہیں ہے کوئی قصور کی بات

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اب تو اٹھ سکتا نہیں آنکھوں سے بارِ انتظار!
کس طرح کاٹے کوئی لیل و نہار انتظار!

ان کی الفت کا یقین ہو ان کے آنے کی امید!
ہوں یہ دونوں صورتیں تب ہے بہار انتظار!

عُمر کیجئے صرفِ یاد گیسو و رُخسار یار!
یوں بسر کر جائیے لیل و نہار انتظار!

جان و دل کا حال کیا کہئے فراق یار میں
جان مجروح الم ہے دل فگار انتظار

کیا ہوئیں آسانیاں وہ روز گار وصل کی
اب تو ہم ہیں اور رنج بے شمار انتظار

میری آہیں نارسا، میری دعائیں نا قبول
یاالٰہی کیا کروں مَیں شرمسارِ انتظار

Marfat.com

صبر کی طاقت نہیں باقی دلِ مایوس میں!
دیکھیئے کیونکر بسر ہو روزگارِ انتظار

راہ تیری اس قدر دیکھی کہ اے غفلت شعار
میری آنکھیں ہو گئیں سرمایہ دارِ انتظار

اُن کے خط کی آرزو ہے اُن کی آمد کا خیال
کس قدر پھیلا ہوا ہے کاروبارِ انتظار

ہے دِلِ مسرور حسرت اک طرب زار اُمید
پُھونک ڈالے گر نہ اس گلشن کو نارِ انتظار

☆ ☆ ☆

Marfat.com

عشق کی روحِ پاک کو تحفۂ غم سے شاد کر
اپنی جفا کو یاد کر میری وفا کو یاد کر

غمزدہ دلفریب کو اور بھی جاں فزا بنا
پیکرِ نازِ حُسن پر رنگِ حیا زیاد کر

خرمی دو روزہ کو عشرتِ جاوداں نہ جان
فکرِ معاش سے ۔گزر حوصلۂ معاد کر

ایک نجاتِ ہند کی دل سے ہے تُجھ کو آرزُو
ہمت سر بلند سے یاس کا انسداد کر

حق سے بہ عذرِ مصلحتؔ وقت پہ جو کرے گُریز
اس کو نہ پیشوا سمجھ اس پہ نہ اعتماد کر

خدمتِ اہلِ جَور کو کر نہ قبول زنیہار
فن و ہنر کے زور سے عیش کو خانہ زار کر

غیر کی جِدو جُہد پہ تکیہ نہ کر کہ ہے گُناہ
کوششِ ذاتِ خاص پر ناز کر اعتماد کر

☆ ☆ ☆

Marfat.com

دل ہے غرقِ شادمانی جان سیرابِ نشاط
وَصل کی شب ہے بہم، ہیں جُملہ اسبابِ نشاط

ہے جہانِ آرزُو میں آج گویا روزِ عید
چَل رہی ہے محفلِ دل میں مئے نابِ نشاط

حسرتیں وقفِ طرب ہیں آرزُو محوِ سرور!
بخت نے کھولا ہے رُوئے شوق پر بابِ نشاط

ہیں فراہم اہلِ ذوق آمادہ ہے بزمِ طرب
اِہتمام نغمہ سنجی میں ہیں اربابِ نشاط

ہو گئی جوشِ تمنّا سے مبدّل بے خُودی
ساز حیرت پر لگی جس وقت مضرابِ نشاط

کامیاب عیش بے حد ہے دلِ عشرت نصیب
آرزُو کے سر سے گذرا جائے ہے آبِ نشاط

Marfat.com

ہے غرض ہر سمت اک ہنگامۂ شادی بپا
کچھ نہیں چلتی ملامت گر کی درباب نشاط

سازوسامان خرد، سرمایۂ ہوش وحواس
آج لے جائے بہا کر سب کو سیلاب نشاط

رشک سے بے تاب ہے نیرنگی دورِ فلک
ہوشیار، اے بے خبر، اے غافلِ خوابِ نشاط

ہے اسی کا نام حرمان اُتم اے وصلِ یار!
خاطرِ محرومِ حسرت کو نہیں تابِ نشاط

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کام لوں ناکامیوں سے عشق کا کہنا کروں!
ہو کے واقف لُطفِ غم سے رات دِن رویا کروں

بڑھ چلا تھا حَد سے جورِ شیوۂ بیگانگی
وَرنہ مَیں اَور اس سراپا ناز کا شکوا کروں

وَصل کی شب بھی ہوئی جاتی ہے صَرف اضطراب
اِس ہجومِ آرزُو کو یا اِلٰہی کیا کروں

مُجھ سے تُم چھُپنے لگے، اچھا کیا، یُونہی سہی
اَور جو مَیں دِیدۂ دل سے تمُہیں دیکھا کروں

اُس کے لُطفِ بندہ پرور کا ہوں اِک ادنیٰ غلام
میری کیا طاقت کہ عشقِ یار کا دعوٰے کروں

ہے یہی شرطِ وفاداری کہ بے چُون و چِرا
وہ مجھے چاہے نہ چاہے میں اسے چاہا کروں

اے سِتم گر، مُجھ سے گو ترکِ وَفا ممکن نہیں
مَیں کروں لیکن کبھی ایسا تو کیا بے جا کروں

حسرت اس دیرِ آشنا کی آرزُو آساں نہیں
دِل میں پہلے ضبطِ غم کا حوصلا پیدا کروں

٭ ٭ ٭

Marfat.com

بدلِ لذتِ آزار کہاں سے لاؤں
اب تجھے اے ستم یار کہاں سے لاؤں

پرسشِ حال پہ ہے خاطرِ جاناں مائل
جرأتِ کوششِ اظہار کہاں سے لاؤں

ہے وہاں شانِ تغافل کو جفا سے بھی گریز
التفاتِ نگہِ یار کہاں سے لاؤں

نور عنقا ہے شبِ ہجر کی تاریکی میں
جلوۂ صبح کے آثار کہاں سے لاؤں

شعر میرے بھی ہیں پُر درد لیکن حسرت
میر کا شیوۂ گفتار کہاں سے لاؤں

☆ ☆ ☆

خوبرویوں سے یاریاں نہ گئیں
دل کی بے اختیاریاں نہ گئیں

عقل صبر آشنا سے کچھ نہ ہوا
شوق کی بے قراریاں نہ گئیں

دن کی صحرا نوردیاں نہ چھٹیں
شب کی اختر شماریاں نہ گئیں

ہوش یاں سدِ راہِ علم رہا
عقل کی ہرزہ کاریاں نہ گئیں

تھے جو ہم رنگِ ناز ان کے ستم
دل کی امیدواریاں نہ گئیں

حُسن جب تک رہا نظارۂ فروش
صبر کی شرمساریاں نہ گئیں

طرزِ مومن میں مرحبا حسرت
تیری رنگین نگاریاں نہ گئیں

☆ ☆ ☆

گرفتارِ محبت ہوں اسیرِ دام محنت ہوں
مَیں رُسوائے جہانِ آرزو ہوں یعنی حسرت ہوں

عَجب انداز ہے میرے مزاج لا اُبالی کا
نہ ممنونِ تمنا ہوں نہ مشتاقِ مسرّت ہوں

مری بے تابیوں کا قول ہے، ہم جانِ تمکین میں
مری افتادگی کہتی ہے تاج فرق عزت ہوں

مِرا شوقِ سخن پروردۂ آغوشِ حرماں ہے
مَیں خُود شیدائے غم ہوں رفتۂ دردِ محبت ہوں

نہیں ہے قدرداں کوئی تو مَیں ہوں قدرداں اپنا
تکلف بر طرف بیگانۂ رسمِ شکایت ہوں

کمال خاکساری پر یہ بے پَروائیاں حسرتؔ!
مَیں اپنی داد خود دے لُوں کہ میں بھی کیا قیامت ہوں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہم پر بھی مثلِ غیر ہیں کیوں مہربانیاں
اے بَد گماں یہ مُخوب نہیں بَدگمانیاں

حیرت ہے یادگار زمانِ جنوں ہنوز
باقی ہے شوقِ یار کی اب تک نشانیاں

طاعت گُزار ہوں دلِ حسرت پسند کا
ناکامیاں ہیں میرے لیے کامرانیاں

رنگِ بہار باغ ہے مہمانِ یک نَفَس
اے وائے عندلیب تِری شادمانیاں

ٹھہرا ہے ضبطِ شوق پہ آکر معاملہ
اس درجہ آرزو کی بڑھیں بے زبانیاں

گو ترکِ آرزُو کو زمانہ گُزر گیا
لیکن گئی نہ ہم سے تِری سرگرانیاں

حسرت تِری شُگفتہ کلامی پہ آفریں
یاد آگئیں نسیم کی رنگیں بیانیاں

☆☆☆

Marfat.com

بُھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں
الٰہی ترکِ اُلفت پر وہ کیونکر یاد آتے ہیں

نہ چھیڑ اے ہم نشیں کیفیتِ صہبا کے افسانے
شرابِ بے خودی کے مجھ کو ساغر یاد آتے ہیں

رہا کرتے ہیں قیدِ ہوش میں اے وائے ناکامی
وہ دشتِ خود فراموشی کے چکر یاد آتے ہیں

نہیں آتی تو یاد اُن کی مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

حقیقت کُھل گئی حسرت ترے ترکِ محبت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

عشق میں جان سے گُذر جائیں
اب یہی جی میں ہے کہ مر جائیں

جامہ زیبی نہ پُوچھیے اُن کی!
جو بِگڑنے میں بھی سنور جائیں

اُن کو مدِّنظر ہُوا پَردا!
اہلِ شوق اب کہو کِدھر جائیں

شب وہی شب ہے، دن وہی دن ہیں
جو تِری یاد میں گُذر جائیں

گریۂ شام سے تو کچھ نہ ہُوا
ان تک اَب نالۂ سحر جائیں

دوش تک بھی بلائے جاں ہیں وہ بال
جانے کیا ہوں جو تا کمر جائیں

شعر دَراصل ہیں وہی حسرت
سُنتے ہی دل میں جو اُتر جائیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اثرِ عشق سے نِکلیں جو تُمہارے آنسو!
دامنِ جاں میں وہ لے لیجئے سارے آنسو!

جلوہء حُسن سے رنگین ہیں آنکھیں اُن کی
سُرخ نِکلے ہیں اُسی رنگ کے سارے آنسو

دیکھ کر غیر کی محفل میں اُنہیں مستِ شراب
نہ ہوا ضبط نِکل آئے ہمارے آنسو

عالمِ حُسن میں ہیں نُور کی نہریں جاری
یا رواں عارضِ جاناں کے کنارے آنسو

گریہء شوق سے تر ہیں جو تُمہاری آنکھیں
بَن گئے ہیں فلکِ حُسن کے تارے آنسو

ہے محبّت سے سروکار ہمیں بھی حسرت
چشمِ جاناں میں یہ کرتے ہیں اِشارے آنسو

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کِسی عنواں صبر آتا نہیں مُجھ نا شکیبا کو
اِلٰہی کیا کروں اس خاطرِ محوِ تمنّا کو
نہ تھی واقف جو میرے اشتیاقِ بے نہایت سے
نگاہیں ڈُھونڈتی ہیں اُس نِگاہِ بے محابا کو
وہ خوابِ ناز میں تھے اور نہ تھے اے شوقِ پابوسی
نہ سمجھی پستیِ ہمّت تری اس لُطفِ ایما کو
تمہیں بھی یاد ہوگا وہ زمانہ عیشِ ماضی کا
تمنّا چاہتی ہے پھر اُسی لُطفِ شناسا کو
نِگاہ شوق میں چمکا دیا ہے اور بھی ظالم
تیرے ظلمِ نمایاں نے ترے حُسنِ خود آرا کو
عیّاں سب حال ہو جاتا ہماری بے قراری کا
وہ خُود بھی دیکھ سکتے کاش اپنے نازِ یکتا کو
چُھپائے سے کہیں آثار چُھپتے ہیں محبت کے
نہ دو اِلزام مِرے اضطرابِ آشکارا کو
گذاری عُمر شغلِ عاشقی میں مَرحبا حسرت
نہ پاس آنے دیا غمہائے بے پایاں دُنیا کو

☆ ☆ ☆

Marfat.com

دِل جوئیِ اغیار سے فُرصت نہیں تُم کو
معلوم ہُوا قدرِ محبّت نہیں تُم کو

مِٹ جائیں گے اِس شیوہِ بیباک پہ لاکھوں
مارا ہے مجُھے اَور ندِامت نہیں تُم کو!

بُھولے سے ہی اُٹھ جائے نقابِ رُخِ زیبا
کیا شوق کی اتنی بھی رعایت نہیں تُم کو

کُچھ غیر نہیں ہم کہ بِگڑ جائیں جفا سے
اِظہارِ مراعات کی حاجت نہیں تُم کو

ڈرتے نہیں رُسوائی عقبیٰ سے بھی حسرت
دُنیا میں تو پروائے ملامت نہیں تُم کو

☆ ☆ ☆

Marfat.com

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبیِ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے

دِلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد
تیرے جنوں کا خُدا سِلسلہ دَراز کرے

خِرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خِرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

غمِ جہاں سے جسے ہو فراغ کی خواہش
وہ ان کے دَردِ محبّت سے ساز باز کرے

تِرے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرت
اَب آگے تری خُوشی ہے جو سَرفراز کرے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اَور تو پاس مِرے ہجر میں کیا رکھا ہے
اِک ترے درد کو پہلو میں چھپا رکھا ہے

دِل سے اربابِ وَفا کا ہے بُھلانا مشکل!
ہم نے یہ اُن کے تغافل کو سُنا رکھا ہے

تُم نے بال اپنے جو پھُولوں میں بسا رکھے ہیں
شوق کو اَور بھی دِیوانہ بنا رکھا ہے

سخت بے دَرد ہے تاثیرِ محبت کہ اُنھیں
بسترِ ناز پہ سوتے سے جگا رکھا ہے

کیا تاَمّل ہے مِرے قتل میں اے بازوئے یار
ایک ہی وَار میں. سرتَن سے جُدا رکھا ہے

حُسن کو جَور سے بیگانہ نہ سمجھو کہ اِسے
یہ سبق عِشق نے پہلے ہی پڑھا رکھا ہے

کہتے ہیں اہلِ جہاں دَردِ محبّت جِس کو
نام اُسی کا دِلِ مُضطر نے دَوا رکھا ہے

اس کا انجام بھی کچھ سوچ لیا ہے حسرت
تُو نے ربط اُن سے جو اِس درجہ بڑھا رکھا ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہے مشقِ سخن جاری، چکّی کی مشقّت بھی
اِک طُرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

جو چاہو سزا دے لو تُم اَور بھی کُھل کھیلو
پَر ہم سے قسم لے لو کی ہو جو شکایت بھی

دُشوار ہے رِندوں پر انکارِ کرم یکسر
اے ساقیِ جاں پَرور، کچھ لُطف و عنایت بھی

دل بَس کہ ہے دیوانہ اُس حُسنِ گُلابی کا
رنگیں ہے اِسی رَو سے شاید غمِ فرقت بھی

خود عِشق کی گُستاخی سب تُجھ کو سِکھالے گی
اے حُسنِ حیا پرور شوخی بھی، شرارت بھی

برسات کے آتے ہی توبہ نہ رہی باقی
بادل جو نظر آئے بدلی میری نیت بھی

رکھتے ہیں مرے دل پر کیوں تُہمتِ بیتابی
یاں نالۂ مُضطر کی جب مجھ میں ہو قوّت بھی

اے شوق کی بے باکی وہ کیا تری خواہش تھی
جس پر اُنھیں غصّہ ہے اِنکار بھی حیرت بھی

ہیں شادؔ و صفیؔ شاعرِ شوق و وفا حسرت
پھر ضامنؔ و محشرؔ ہیں اقبالؔ بھی وحشتؔ بھی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اَربابِ اشتیاق سے پروانہ چاہیے
اے حُسن خود نُما تجھے ایسا نہ چاہیے

اُن کا سِتم بھی عینِ کرم ہے خواص کو
اس کا مگر عوام میں چرچا نہ چاہیے

کُچھ حَد سے بڑھ چلی ہیں تِری کَج ادائیاں
اس درجہ اعتبارِ تمنّا نہ چاہیے

جو دیکھتے ہوں دیکھنے والوں کا دیکھنا
ایسوں کو آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا نہ چاہیے

اتنی سی شے کا تُم سے تقاضا کریگا کون
دل لے کے ہَم سے آنکھ چُرانا نہ چاہیے

اِخفائے عشق مدِّنظر ہو تو حُسن سے
اظہارِ آرزُو میں محابانہ چاہیے

حسرتؔ کی طرح اور بھی مُشتاق ہیں بہت
اِس حسنِ بے مثال کو چھُپنا نہ چاہیے

☆ ☆ ☆

رَوشِ حُسنِ مراعات چلی جاتی ہے
ہم سے اَور ان سے وہی بات چلی جاتی ہے

اس جفا جُو سے بایمائے تمنّا اب تک
ہوسِ لطف و عنایات چلی جاتی ہے

مِل ہی جاتے ہیں پشیمانیِ غم کے اسباب
شوقِ حرماں کی مَدارات چلی جاتی ہے

ہم سے ہر چند وہ ظاہر میں خفا ہیں لیکن!
کوششِ پُرسشِ حالات چلی جاتی ہے

دِن کو ہم اُن سے بگڑتے ہیں وہ شب کو ہم سے
رسمِ پابندیِ اوقات چلی جاتی ہے

اس سِتمگر کو سِتمگر نہیں کہتے بنتا
سعیِ تاویلِ خیالات چلی جاتی ہے

نگہِ یار سے پا لیتے ہیں دِل کی باتیں
شہرتِ کشف وکرامات چلی جاتی ہے

حیرتِ حُسن نے مجبُور کیا ہے حسرت
وَصلِ جاناں کی یُونہی رات چلی جاتی ہے

☆☆☆

Marfat.com

توڑ کر عہدِ کرم نا آشنا ہو جایئے
بندہ پرور جایئے، اچھا خفا ہو جایئے

میرے عذرِ مجرم پر مطلق نہ کیجئے اِلتفات
بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر کج ادا ہو جایئے

راہ میں ملئے کبھی مجھ سے تو ازراہِ ستم
ہونٹ اپنا کاٹ کر فوراً جدا ہو جایئے

گر نگاہِ شوق کو محوِ تماشا دیکھئے
قہر کی نظروں سے مصروفِ سزا ہو جایئے

میری تحریرِ ندامت کا نہ دیجئے کچھ جواب
دیکھ لیجئے اور تغافل آشنا ہو جایئے

مجھ سے تنہائی میں گر ملئے تو دیجئے گالیاں!
اور بزمِ غیر میں جانِ حیا ہو جایئے

Marfat.com

ہاں یہی میری وفائے بے اثر کی ہے سزا
آپ کچھ اِس سے بھی بڑھ کر پُرجفا ہو جایئے

جی میں آتا ہے کہ اس شوخِ تغافل کیش سے
اَب نہ ملئے پھر کبھی اور بے وَفا ہو جایئے

کاوشِ دردِ جگر کی لذّتوں کو بُھول کر!
مائلِ آرام ومشتاقِ شفا ہو جایئے

ایک بھی اَرمان نہ رَہ جائے دلِ مایوس میں
یعنی آخر بے نیازِ مُدعا ہو جایئے

بُھول کر بھی اِس ستم پَرور کی پھر آئے نہ یاد
اِس قدر بیگانۂِ عہدِوَفا ہو جایئے

ہائے ری بے اِختیاری یہ تو سَب کُچھ ہو مگر
اُس سراپا ناز سے کیونکر خفا ہو جایئے

چاہتا ہے مجھ کو تو بُھولے نہ بُھولوں میں تُجھے
تیرے اِس طرزِ تغافل کے فِدا ہو جایئے

کشمکش ہائے اَلم سے اَب یہ حسرت جی میں ہے
چُھٹ کے اِن جھگڑوں سے مہمانِ قضا ہو جایئے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اثر ترے تغافل کا رقیبِ کامراں تک ہے
وجودِ رشک یعنی اضطرابِ بدگماں تک ہے

ابھی دیکھی نہیں گستاخیاں جوشِ تمنّا کی!
تمھاری کم نگاہی التماسِ بے زباں تک ہے

چمن میں دور فصلِ گل ہے لیکن وائے محرومی
قیامِ بلبلِ مجبورِ رحمِ باغباں تک ہے

دلِ بے تاب کی بے باکیاں ان سے یہ کہتی ہیں
ذرا ہم بھی تو دیکھیں آپ کی شوخی کہاں تک ہے

مری مجبوریاں مشقِ جفا سے باز رکھیں گی
تیرا شوقِ ستم ظالم خیالِ امتحاں تک ہے

سکھا دے گی ندامت شیوۂ قدرِ وفا اُن کو
یہ شانِ کج ادائی میری جانِ نا تواں تک ہے

Marfat.com

مُجھے طوفِ حرم کی آرزو کیوں ہو گذر میرا!
سرِ کوئے بُتاں تک ہے دَرِ پیرِ مُغاں تک ہے

وہی جورِ خزاں ہو گا وہی محرومیاں ہونگی
نشاطِ بُلبلِ بے دل بہارِ بوستاں تک ہے

ہماری داستانِ بیقراری بھی سنا دیجو
گُذر تیرا تو اے بادِ صبا اُن کے مکاں تک ہے

کہاں سے آئیں گی نیرنگیاں ترکیب مومن کی
یہ لُطفِ خوش بیانی حسرتِ رنگیں بیاں تک ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

تھی راحتِ حیرت کی کس دَرجہ فراوانی
مَیں نے غمِ ہستی کی صورت بھی نہ پہچانی

اِک مَیں ہوں سو ‘یا مَیں ہوں’ محرومِ فراغت ہوں
اِک دِل ہے سو دِل ہے؟ مجبورِ پریشانی

کس درجہ پشیماں ہے تاثیرِ وفا میری
اس شوخ پہ آتا ہے اِلزامِ پشیمانی

دیکھ اے ستم جاناں، یہ نقشِ محبّت ہیں
بنتے ہیں بدشواری مِٹتے ہیں باآسانی

مَیں اس بُتِ بدخُو کی اس آن پہ مرتا ہوں
کھینچا نہ کبھی اس نے اندوہِ پشیمانی

یاں صبر میں ہے پنہاں کیفیتِ بیتابی
وَاں لُطف سے پیدا ہے اندازِ ستم رانی

قائم ہے ترے دم سے طرزِ سخن قائم
پھر ورنہ کہاں حسرتؔ یہ رنگِ غزلخوانی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

مے نوشیوں میں بے خبر دو جہاں رہے!
ہم خوش رہے کہ بندۂ پیرِ مُغاں رہے

اس بے وفا کو ترکِ وفا کے گُماں رہے
محروم ہم، کہ مائلِ ضبطِ فغاں رہے

یاربّ ہمارے بعد بھی بزمِ شراب میں!
ساقی کے دَم سے دورِ مئے ارغواں رہے

یہ مقتضائے رابطۂ حُسن و عِشق تھا
ہم بدگماں اِدھر، وہ اُدھر بدگماں رہے

رنجِ شبِ فراق کی مِٹ جائیں سختیاں
یُوں ہی اگر خیال ترا مہرباں رہے

محرومیِ وفا سے نہ آیا یقینِ لُطف
وہ مہرباں ہوئے بھی تو ہم بدگماں رہے

Marfat.com

اُن سے شبِ وصال بھی کُھل کر نہ ہم ملے
تا صبحِ شکوہ ہائے جفا درمیاں رہے

دِلچسپ کِس قدر تھا مِرا قصہ وَفا کا
جب تک ہوا بیاں وہ محوِ بیاں رہے

حسرت رَوا رَوی میں بھی اتنا رہے خیال
اشعار میں نسیم کا رنگِ بیاں رہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

یاد ہیں سارے وہ عیشِ بافراغت کے مزے
دِل ابھی بُھولا نہیں آغازِ اُلفت کے مزے

وہ سراپا ناز تھا بے گانۂ رسمِ جفا
اور مجُھے حاصل تھے لُطفِ بے نہایت کے مزے

حُسن سے اپنے وہ غافل تھا مَیں اپنے عشق سے
اَب کہاں سے لاؤں وہ ناواقفیت کے مزے

مری جانب سے نگاہِ شوق کی گُستاخیاں
یار کی جانب سے آغازِ شرارت کے مزے

یاد ہیں وہ حُسنِ اُلفت کی نرالی شوخیاں
اِلتماس عذرو تمہید شکایت کے مزے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

خیالِ یار میں بھی رنگ و بوئے یار پیدا ہے
یہ رنگیں ماجرا اے عشقِ شیریں کار پیدا ہے

تیرے روئے دل آرا کے تصور کا یہ عالم تھا
کہ چشم شوق میں اِک حسن کا گلزار پیدا ہے

میرے اِصرار مضطر میں نہاں تھی مری مایوسی
تیرے اِقرارِ آساں میں تیرا اِنکار پیدا ہے

وفا میری بشکلِ بے زبانی آشکارا تھی
ستم ترا برنگِ پرسشِ اغیار پیدا ہے

نسیم دہلوی کی پیروی آساں نہیں حسرت!
تجھی سے ہے کہ یہ نیرنگیِ گفتار پیدا ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

عرضِ کرم پہ ترکِ جفا بھی نہ کیجئے
ایسا نہ ہو کہ آپ مِلا بھی نہ کیجئے

اس بے وَفا سے مصلحتِ شوق ہے یہی
اپنی ستم کشی کا گِلا بھی نہ کیجئے

پھر کہیئے کِس اُمید پہ ہم زِندگی کریں
ہم پر ہجومِ نازو اَدا بھی نہ کیجئے

حسرت یہ کیا ستم ہے کہ اِک بُت کے عشق میں
تُو چاہتا ہے کہ یادِ خُدا بھی نہ کیجئے

☆ ☆ ☆

ستم ہو جائے تمہیدِ کرم ایسا بھی ہوتا ہے
محبت میں بتا اے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہے

بُھلا دیتی ہیں سب رَنج و اَلم حیرانیاں میری
ترِی تمکینِ بے حد کی قسم ایسا بھیِ ہوتا ہے

جفائے یار کے شکوے نہ کر اے رنجِ ناکامی
اُمید و یاس دونوں ہوں بہم ایسا بھی ہوتا ہے

میرے پاسِ وفا کی بدگُمانی ہے بجا تُم سے
کہیں بے وجہ اظہارِ کرم ایسا بھی ہوتا ہے

تیری دِلداریوں سے صورتِ بے گانگی نکلی
خوشی ایسی بھی ہوتی ہے اِسم ایسا بھی ہوتا ہے

وقار صبر کو یا گریہ ہائے بیگانگی نے!
کہیں اے اعتبارِ چشمِ نم ایسا بھی ہوتا ہے

بدعوائے وفا کیوں شکوہ سنج جُور ہے حسرت
دیارِ شوق میں اے محوِ غم ایسا بھی ہوتا ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

مَیں ہوں کیا میری محبت کی حقیقت کیا ہے
اس نے یہ بھی تو نہ پوچھا تیری حالت کیا ہے
ہم کو واعظ یہ خبر سب ہے کہ جنت کیا ہے
کوچۂ یار سے لیکن اسے نسبت کیا ہے
جس کی ذلت میں بھی عزت ہے سزا میں بھی مزا
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ محبت کیا ہے
مجُھ سے برگشتہ نہ ہوتے تو تعجب ہوتا!
آپ کو عُذرِ تغافل کی ضرورت کیا ہے
شادماں ہو کے ترے دَرد سے کہتا ہے یہ دل
ہے اذیت جو یہی چیز تو راحت کیا ہے
خوف ہو اُن کو تو ہو حُسن کی بدنامی کا
ہم ہیں عاشق ہمیں پروائے ملامت کیا ہے
تمُ یہ پھر بھی تو نہ سمجھے کہ کرم ہے کیا شے
ہم نے پھر بھی تو نہ جانا کہ شکایت کیا ہے
رندِ مے نوش کبھی، صوفی صافی ہے کبھی
حسرتؔ آخر یہ ترا رنگِ طبیعت کیا ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

چُپکے چُپکے رات دِن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اَب تک عاشقی کا وہ زمانا یاد ہے

باہزاراں اِضطراب و صد ہزاراں اِشتیاق
تجھ سے وہ پہلے پہل دِل کا لگانا یاد ہے

بار بار اُٹھنا اسی جانب نگاہِ شوق کا
اور ترا غرفے سے وہ آنکھیں لڑانا یاد ہے

تُجھ سے کچھ ملتے ہی وہ بے باک ہو جانا مِرا
اور تِرا دانتوں میں وہ اُنگلی دَبانا یاد ہے

کھینچ لینا وہ مِرا پردے کا کونا دفعتاً
اور دوپٹے سے تِرا وہ منہ چُھپانا یاد ہے

تُجھ کو جب تنہا کبھی پانا تو اَزراہِ لحاظ
حالِ دل باتوں ہی باتوں میں جتانا یاد ہے

Marfat.com

جب سوا میرے تمہارا کوئی دیوانہ نہ تھا
سچ کہو کچھ تم کو بھی وہ کارخانا یاد ہے

غیر کی نظروں سے بچ کر سب کی مرضی کے خلاف
وہ ترا چوری چھپے راتوں کو آنا یاد ہے

آگیا گر وصل کی شب بھی کہیں ذکرِ فراق
وہ ترا رو رو کے مجھ کو بھی رلانا یاد ہے

دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لئے
وہ ترا کوٹھے پہ ننگے پاؤں آنا یاد ہے

آج تک نظروں میں ہے وہ صحبتِ راز و نیاز
اپنا جانا یاد ہے تیرا بلانا یاد ہے

میٹھی میٹھی چھیڑ کر باتیں نرالی پیار کی
ذکرِ دشمن کا وہ باتوں میں اڑانا یاد ہے

Marfat.com

دیکھنا مُجھ کو جو برگشتہ تو سو سو ناز سے
جب منا لینا تو پھر خود رُوٹھ جانا یاد ہے

چوری چوری ہم سے تُم آکر ملے تھے جس جگہ
مُدّتیں گزریں پر اَب تک وہ ٹھکانا یاد ہے

شوق میں مہندی کے وہ بے دستِ و پا ہونا تیرا
اور مرا وہ چھیڑنا' وہ گُدگُدانا یاد ہے

باوجودِ ادعائے اِتقا حسرت مجھے
آج تک عہدِ ہوس کا وہ فسانا یاد ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

پردے سے اِک جھلک جو وہ دِکھلا کے رہ گئے
مُشتاقِ دید اور بھی للچا کے رہ گئے

گُم کردہ راہِ عشق فنا کیوں نہ ہوگیا
احساں جو اس پہ خضر و مسیحا کے رہ گئے

آئینے میں وہ دیکھ رہے تھے بہارِ حُسن
آیا مِرا خیال تو شرما کے رہ گئے

جب عاشقوں سے صدمۂ ہجراں نہ اُٹھ سکا!
آخر کو ایک روز وہ سَم کھا کے رہ گئے

جب وہ چُھٹا تو کچھ نہ رہا دل میں، اِک مگر
داغِ فراق اس گُلِ رعنا کے رہ گئے

ملنے کی اُن سے ایک بھی صورت نہ بَن پڑی
سارے مسودے دلِ دانا کے رہ گئے

Marfat.com

ٹوکا جو بزمِ غیر سے آتے ہوئے انہیں
کہتے بِنا نہ کچھ وہ قسم کھا کے رہ گئے

بے باک تھا زبسکہ مِرا اِضطرابِ شوق
شرما کے وہ کبھی، کبھی جھنجلا کے رہ گئے

دل کی لگی بُجھا بھی وہ سکتے تو بات تھی
یہ کیا ہوا کہ آگ ہی بھڑکا کے رہ گئے

آئے بھی وہ چلے بھی گئے وہ مثالِ برق
دل ہی میں حوصلے دلِ شیدا کے رہ گئے

دعوائے عاشقی ہے تو حسرت کرو نباہ
یہ کیا کہ ابتدا ہی میں گھبرا کے رہ گئے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

دلِ مایوس کو گرویدہِ گفتار کر لینا
وہ اُن کا پردہِ انکار میں اقرار کر لینا

سکونِ یاس بھی ممکن نہیں اب ہم غریبوں کو
قیامت ہے کسی کا وعدہِ دیدار کر لینا

کہیں آؤ جو آنا ہے کہ ہولیں شاد کچھ ہم بھی
ہمارے بعد پاسِ خاطرِ اغیار کر لینا

ستم سے وہ نہ باز آئے تو ہم پر بھی ہُوا لازم
دلِ مجبور کو خُو کردہِ آزار کر لینا

حصولِ رحمتِ حق کے لئے کافی ہے محشر میں
گلِ عصیاں کو زیبِ طُرہِ دستار کر لینا

وہ دن اب یاد آتے ہیں بہارِ خونفشانی کے
وہ میرا جیب کو، دامن کو بھی گلنار کر لینا

یہ کیا ایذا پسندی ہے کہ حسرت عشقِ جاناں میں
تجھے ہر عقدہِ آساں کو بھی دشوار کر لینا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

بجا ہے عاشقی میں ہم کو دعویٰ سرفرازی کا
کہ نکلا ہے ہمیں سے نام تیری دلنوازی کا

رہے گا حشر تک افسانہ باقی عشق بازوں میں
ہماری جاں فشانی کا، تمہاری بے نیازی کا

ملامت ہائے ظاہر سے میں بے غم ہوں کہ باطن میں
مِلا ہے سلسلہ حُسنِ حقیقی سے مجازی کا

مِٹا کر مجھ کو تکلیفیں مِٹا دیں سب محبت کی
ادا اُس بے وفا نے کر دیا حق چارہ سازی کا

یہ آخر ناکُجا مشقِ جفا کچھ حد بھی ہے ظالم
زمانا ہوگیا پامال تری ترکِ تازی کا

مصیبت اُس کو راحت ہے، فراغت اُس کو زحمت ہے
مزا کچھ دل کو ایسا پڑ گیا ہے عشق بازی کا

نظر بازی کی حسرت خُو بُری ہے ورنہ لوگوں میں
بہت شہرا سُنا تھا ہم نے تیری پاکبازی کا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

دل کی جو ترکِ عشق سے حالت بدل گئی
وہ بے خودی و خرمیِ بے خلل گئی

تجھ کو فلک نے مجھ سے چھڑایا تو کیا ہُوا
کیا تری یاد بھی مرے دل سے نکل گئی

آہ اُس سے نارسائی جو رہتی تو خوب تھا
کیوں اُس حریمِ عیش میں یوں بے محل گئی

سودا ہی وہ نہیں ہے جو سر سے چلا گیا
حسرت ہی وہ نہیں ہے جو دل سے نکل گئی

اب دل ہے اور فراغِ محبت کی راحتیں
تشویشِ زندگانی و فکرِ اجل گئی

آہ اُس نگاہِ مست کی شوخی جو بے خبر
خُوبیِ پہ روئے یار کے پہلے پہل گئی

Marfat.com

رنگینیوں کی جان ہے وہ پائے نازنین
مری نگاہِ شوق جہاں سر کے بل گئی

اچھا ہے گوشہ گیرِ قناعت ہوئے جو ہم
تکلیف ہم نشینیِ اہلِ دول گئی

حسرت یہ دورِ جہل ہے دولت کو ہے فروغ
اب ہم سے قدر دانیِ علم و عمل گئی

☆☆☆

Marfat.com

تجھ سے گرویدہ اک زمانہ رہا
کچھ فقط میں ہی مبتلا نہ رہا

آپ کو اب ہوئی ہے قدرِ وفا
جب کہ میں لائقِ جفا نہ رہا

جَلد سن لی مرے خدا نے مری
صبر کو شکوۂ دُعا نہ رہا!

راہ و رسمِ وفا وہ بھول گئے
اب ہمیں بھی کوئی گِلہ نہ رہا

حُسن خود ہوگیا غریب نواز
عِشق محتاجِ اِلتجا نہ رہا

بسکہ نظّارہ سوز تھا وہ جمال
ہوشِ نظارگی بَجا نہ رہا

میں کبھی تجھ سے بدگماں نہ ہوا
تُو کبھی مجھ سے آشنا نہ رہا

آپ کا شوق بھی تو اب دل میں
آپ کو یاد کے سِوا نہ رہا

میرے پہلو میں دل رہا جب تک
نظرِ یار کا نشا نہ رہا!

اور بھی ہو گئے وہ غافِل خواب
نالۂ صبح نارسا نہ رہا!

حُسن کا ناز عاشقی کا نیاز
اب تو کچھ بھی وہ ماجرا نہ رہا

عِشق جب شکوہ سنج حُسن ہُوا
التجا ہو گئی ------ گِلا نہ رہا

ہم بھروسے پر اُن کے بیٹھ رہے
جب کِسی کا بھی آسرا نہ رہا

Marfat.com

میرے غم کی ہوئی انہیں بھی خبر
اب یہ دردِ لا دوا نہ رہا

آرزو تری برقرار رہے
دل کا کیا ہے رہا رہا نہ رہا

ہوگئے ختم مُجھ پہ جورِ فلک
اب کوئی موردِ بَلا نہ رہا

جب سے دیکھی ابوالکلام کی نثر
نظمِ حسرت میں بھی مزا نہ رہا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جہاں دیکھو وہاں اک فتنہ برپا ہے محبت کا
تمہارا حُسن ہے یا کوئی پرکالہ ہے آفت کا

مُقابل ہُوں کشا کشہائے شوقِ بے نہایت کا
وہی میں بیٹھنے والا جو تھا کنجِ سلامت کا

وہ آئے بر سرِ بالیں تو مجھ کو بھی یقین آیا
نہ تھا قائل میں اب تک جذبِ الفت کی کرامت کا

تمہارے جورِ بے پرواہ کو بھی اِک دن سُنانا ہے
فسانہ رشتۂ حُسن و محبت کی نزاکت کا

پۂ دیارِ عشق کی جانب چلے ہم بے خبر ہو کر
خیال آیا مصیبت کا نہ آفت کا نہ زحمت کا

نظر کی طرح حسرت مجھ کو بھی اِک آہ کافی ہے
خلاصہ کس قدر میں نے کیا ہے رنجِ فرقت کا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

تجھ کو پاسِ وفا ذرا نہ ہُوا
ہم سے پھر بھی ترا گِلا نہ ہُوا

ایسے بِگڑے کہ پھر جفا نہ کی
دشمنی کا بھی حق ادا نہ ہُوا

جان عاشق نثارِ دوست ہوئی
شادی مرگ کا بہانہ ہُوا

کٹ گئی احتیاطِ عشق میں عمر
ہم سے اظہارِ مُدّعا نہ ہُوا

ترے مُس التفات کا ہُوں غلام
جو ہُوا بھی تو برملا نہ ہُوا

حُسن کی شان سادگی سے بڑھی!
طُرّہِ زلف گر دوتا نہ ہوا

کچھ عجب چیز ہے وہ چشمِ سیاہ
تیر جس کا کبھی خطا نہ ہُوا

رُو بُرو اُن کے کچھ نہیں معلوم!
کیا ہُوا بے خودی میں کیا نہ ہُوا

حیف ہے اُس کی بادشاہی پر
تیرے کوچے کا جو گدا نہ ہوا

خُم کے خُم غیر لے گئے ساقی
ہم کو اِک جام بھی عطا نہ ہوا

مر مِٹے ہم، تو مِٹ گئے سب رنج
یہ بھی اچھا ہُوا بُرا نہ ہوا!!

ڈر گیا اُس نگاہِ برہم سے
دل کو یارائے اِلتجا نہ ہُوا

جب تلک مرے دل میں جان رہی
دردِ مایوسِ مرحبا نہ ہُوا

Marfat.com

مل گئی مجھ کو صبرِ عشق کی داد
وہ جو شرمندۂ جفا نہ ہوا

قانعِ رنجِ عشق تھا حسرتؔ
عیشِ دنیا سے آشنا نہ ہوا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

یوں تو عاشق ترا زمانہ ہوا
مجھ سا جاں باز دوسرا نہ ہوا
خود بخود بُوئے یار پھیل گئی
کوئی منت کشِ صبا نہ ہوا
میں گرفتارِ الف صیاد!
دام سے چُھٹ کے بھی رِہا نہ ہوا
ہجر میں جانِ مضطرب کو سکوں
آپ کی یاد کے سِوا نہ ہوا
رہ گئی ترے فقر عشق کی شرم
میں جو محتاجِ اغنیا نہ ہوا
خبر اس بے خبر کی لا دیتی
تجھ سے اِتنا بھی اے صبا نہ ہوا
اُن سے عرضِ کرم تو کیا کرتے
ہم سے خود شکوۂ جفا نہ ہوا
ہو کے بے خود کلام حسرت سے
آج غالب غزل سَرا نہ ہوا

☆ ☆ ☆

جو راہِ غم میں تیرا پائمال ہو نہ سکا
وہ باریاب مقامِ کمال ہو نہ سکا

اُنہیں تمنا کے بھی اظہارِ حال ہو نہ سکا
قبولِ عُذر سے رفع ملال ہو نہ سکا

جفا سے باز نہ آئے تم اور کیوں آتے!
کہ ہم سے ترکِ وفا کا خیال ہو نہ سکا

وہ جب ملے تو مجھے شادمانِ غم پایا!
میرے ملال سے اُن کو ملال ہو نہ سکا

قبول سب نے وہی کی، سُنی جو آپ سے بات
کسی کو حوصلہِ قیل وقال ہو نہ سکا

وہ ابتدائے محبت وہ انتہا کے مزے
کہ جس میں پڑ کے خیالِ مال ہو نہ سکا

کہاں سے آئی خدا جانے زلف یار کی بُو
کچھ امتیاز نسیم و شمال ہو نہ سکا

بڑھا تو خوب مگر بارِ عاشقی کا جلال
حریفِ جلوہِ نورِ جمال ہو نہ سکا

جنونِ عشق میں حیرت سے کچھ کمی نہ ہوئی
وہ رنگ رُخ جو اڑا تھا بحال ہو نہ سکا

حضورِ یار گئے بھی تو کیا ہُوا حسرت
سلام کر نہ سکے ہم سوال ہو نہ سکا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

یاس کا دل پہ کچھ اثر نہ ہوا
قصۂ شوق مختصر نہ ہوا

حُسن کو عشق سے مفر نہ ہوا
لاکھ چاہا کہ ہو --- مگر نہ ہوا

عاشقی اُس کی معتبر نہ ہوئی
جو تیرا بندۂ نظر نہ ہوا

نہ کُھلے ہم سے آپ پر، نہ کُھلے
نہ ہُوا اعتبار، پر نہ ہوا

حالِ دل کی اُنہیں خبر نہ ہوئی
طائرِ شوق نامہ بر نہ ہوا

صرف دشمن و لُطف ہو اے وائے
جو کبھی میرے حال پُر نہ ہوا

Marfat.com

کچھ نہ آیا ہمیں تو کیا اے عشق
یہ بھی اِک طرح کا ہُنر نہ ہوا

صدمہ پہنچا جو تُجھ سے اے غمِ عشق
نفع جاں ہو گیا ضرر نہ ہوا

کچھ عجب چیز ہے وہ حُسنِ عفیف
جو کبھی فِتنہ نظر نہ ہوا

تم لبِ بام جلوہ گر نہ ہوئے
میں سرِ راہ بے خبر نہ ہوا

تابِ نظارہ دِگر نہ رہی
حُسن پر غلبۂ بصر نہ ہوا

ہے جہاں مدفن شہیدِ وفا
واں کبھی آپ کا گُزر نہ ہوا

رہ گئی شرمِ بے کسی حسرت
مجھ پہ احسانِ اہلِ زر نہ ہوا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

خیلِ خُوباں میں گو جمیل ہیں سب
پر ترے حُسن کے قتیل ہیں سب

ظرفِ عالی معاندوں میں کہاں!
سب دکاندار ہیں ذلیل ہیں سب

جلوۂ حق سے بے خبر زاہد
محوِ تسنیم و سلسبیل ہیں سب

ہجر کے دن فراق کی راتیں!
کاٹے کٹتی نہیں طویل ہیں سب

رُو برُو ترے حُسن خوباں کے
جتنے دعوے ہیں بے دلیل ہیں سب

فیضِ تاثیرِ عشق سے حسرتؔ
تیرے اشعار بے عدیل ہیں سب

☆ ☆ ☆

کیوں نہ ہُوا اپنے اشتیاق میں فرق
آگیا آپ کے مذاق میں فرق

مجھ سیَہ بخت کے لئے نہ رہا!
روزِ ہجر و شب فراق میں فرق

تم جو ہم سے ملے تو وہ بھی مِلا!
نہ ہُوا غیر کے نفاق میں فرق

ہوگیا ہم میں اُن میں فرق مگر
نہ ہُوا شوق و اشتیاق میں فرق

یاد رہنے لگی تری ہر دم!
آگیا صدمہِ فراق میں فرق

جب ملے وہ، ملی نظر سے نظر
نہ پڑا حُسنِ اتفاق میں فرق

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جفا کو وفا سمجھیں کب تک بھلا ہم
اب ایسے بھی اُن کے نہیں مُبتلا ہم

عجب ہیں یہ راز و نیازِ محبت
خفا کیوں ہوئے وہ ہیں اُس پر خفا ہم

نہ شیریں و لیلیٰ نہ فرہاد و مجنوں!
زمانے میں اب ایک یا تم ہو یا ہم

یہ کیا مُنصفی ہے کہ محفل میں تیری
کسی کا بھی ہو جرم' پائیں سزا ہم

ترے جور کا ہے تقاضا کہ دیکھیں
ابھی کچھ دنوں اور راہِ قضا ہم

غریبوں سے کہتی ہے رحمت یہ اُن کی
کہ ہیں بے نواؤں کے حاجت روا ہم

تری راہ میں مر مٹیں بھی تو کیا ہے
فنا ہو کے پائیں گے عیشِ بقاء ہم

تری خوئے برہم سے واقف تھے پھر بھی
ہوئے مفت شرمندۂ التجا ہم

امیری میں ہو یا فقیری میں حسرت
بہرحال ڈھونڈیں گے اُن کی رضا ہم

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کیسے چھپاؤں رازِ غم، دیدۂ تر کو کیا کروں
دل کی تپش کو کیا کروں سوزِ جگر کو کیا کروں۔

غم کا نہ دل میں ہو گزر وصل کی شب ہو یوں بسر
سب یہ قبول ہے مگر خوفِ سحر کو کیا کروں

دل کی ہوس مٹا تو دی ان کی جھلک دکھا تو دی
پر یہ کہو کہ شوق کی "بارِ دگر" کو کیا کروں

شورشِ عاشقی کہاں اور مری سادگی کہاں
حُسن کو تیرے کیا کہوں اپنی نظر کو کیا کروں

حسرتِ نغمہ گو ترا کوئی نہ قدر داں ملا!
اب یہ بتا کہ میں ترے عرضِ ہُنر کو کیا کروں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

پیروِ مسلک تسلیم و رضا ہوتے ہیں
ہم تری راہِ محبت میں فنا ہوتے ہیں

شرم کر شرم کہ اُسے جذبہ تاثیر وفا
ترے ہاتھوں وہ پشیمانِ جفا ہوتے ہیں

چھیڑتی ہے مجھے بے باکیِ خواہش کیا کیا!
جب کبھی ہاتھ وہ پابندِ جفا ہوتے ہیں

نہ اثر آہ میں کچھ ہے نہ دعا میں تاثیر!
تیر ہم جتنے چلاتے ہیں خطا ہوتے ہیں

اہل دل سنتے ہیں اک سازِ محبت کی نوا
ہم تری یاد میں جب نغمہ سرا ہوتے ہیں

لذتِ دَرد نہ کیوں اہلِ ہوس پر ہو حرام
کہ وہ کم بخت طلب گارِ دوا ہوتے ہیں

کشورِ عشق میں دنیا سے نرالا ہے رواج
کام جو بن نہ پڑیں یاں وہ روا ہوتے ہیں

جسم ہوتا ہے جُدا جان سے گویا حسرت
آسماں آن سے چھڑاتا ہے جُدا ہوتے ہیں

☆ ☆ ☆

ترے عاشق جو گرفتارِ بلا ہوتے ہیں
قیدِ افکار سے فی الجملہ رِہا ہوتے ہیں

اب جو بگڑے تو خوشامد نہ کریں گے ہم بھی
کہ منانے سے وہ کچھ اور خفا ہوتے ہیں

بے کہے مُحسن سے کہہ جائیں گے ہم شوق کی بات
کچھ یونہی خوب مطالب یہ ادا ہوتے ہیں

ڈرتے رہتے ہیں کہ پہنچے نہ کہیں تجھ کو گزند
آہ کے بعد ہی ہم صرفِ دعا ہوتے ہیں

بات کیا ہے کہ شبہِ عشق کے منظور نظر
جب کبھی ہوتے ہیں ترے ہی گدا ہوتے ہیں

یا تو ملتا نہیں ساقی سے ہمیں ایک بھی جام
یا جو ہوتے ہیں تو اک ساتھ عطا ہوتے ہیں

کامیابی رہِ حق میں ہے مسلّم اُن کی
جو فنا ہو کے سزاوارِ بقا ہوتے ہیں

گر یہی آپ کی مرضی ہے تو خوش ہیں ہم بھی
لیجئے آج سے بے خوفِ سزا ہوتے ہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

غمِ زمانہ سے دل کو فراغ باقی ہے
ہنوز اُن کی محبت کا داغ باقی ہے

نہ عیش کا نہ کچھ ارباب عیش کا ہے پتا
نہ خانۂ باغ نہ تفریحِ باغ باقی ہے

مسافرانِ فنا کے نشان پا سے ہنوز
مقامِ اہلِ وفا کا سراغ باقی ہے

عبث ہیں سب یہ تقاضے ترے نسیمِ بہار
یہاں کسے ہوسِ باغ و زاغ باقی ہے

نہیں جو قدر زمانے میں لحنِ بلبل کی
ہنوز غلغلۂ بوم و زاغ باقی ہے

وہ ایک بار جو سونگھی تھی زلفِ یار کی بُو
سو روح آج تلک تر دماغ باقی ہے

دلِ فسردۂ حسرت میں اب وہ بات کہاں
شرابِ جوش کا خالی ایاغ باقی ہے

☆ ☆ ☆

تاثیرِ برقِ حُسن جو اُن کے سخن میں تھی!
اک لرزشِ خفی مرے سارے بدن میں تھی

واں سے نکل کے پھر نہ فراغت ہوئی نصیب
آسودگی کی جان تری انجمن میں تھی

اک رنگِ التفات بھی اُس بے رخی میں تھا
اک سادگی بھی اس نگہ سحرِ فن میں تھی

محتاجِ بوئے عطر نہ تھا جسم خوب یار
خوشبوئے دلبری تھی جو اُس پیرہن میں تھی

کچھ دل ہی بجھ گیا ہے مرا ورنہ آج کل
کیفیتِ بہار کی شدّت چمن میں تھی

معلوم ہوگئی مرے دل کو زراہِ شوق!
وہ بات پیار کی جو ہنوز اُس دہن میں تھی

غُربت کی صبح میں بھی نہیں ہے وہ روشنی
جو روشنی کہ شامِ سوادِ وطن میں تھی

اچھا ہوا کہ خاطرِ حسرتؔ سے ہٹ گئی!
ہیبت سی اک جو خطرۂ دار و رسن میں تھی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

پایا کہیں جو شکوۂ گزارِ جفا مجھے
بولے وہ ہنس کے آپ نے یہ کیا کہا مجھے

نزدیک ہے کہ اُن کے تغافل سے ہار کر
کرنی پڑے عتاب کی بھی التجا مجھے

منشاءِ ناز یار یہی ہے کہ عمر بھر
رکھے نیاز مند مجھے' مبتلا مجھے

افسردگی کے رنگ یہی ہیں تو ایک دن
پھر درد دل کی مانگنی ہوگی دعا مجھے

کہتے ہیں یوں وہ قصہ فرہاد بار بار!
گویا سُجھا رہے ہیں طریقِ وفا مجھے

میں اُن سے عفوِ جُرم کی درخواست کیا کروں
معلوم بھی تو ہو کوئی اپنی خطا مجھے

حسرت میں کیا بتاؤں کہ بھاتی ہے کِس قدر
شہر و دیارِ یار کی آب و ہوا مجھے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہونا پڑے جو آپ کے در سے جُدا مجھے
دنیا میں اُس گھڑی کو نہ رکھے خدا مجھے

اِس عاجزی سے کیوں میں ہُوا روبروئے یار
اُس نے جِھڑک دیا جو سمجھ کر گدا مجھے

کیا کہیئے عرضِ حال پہ ہنس کر جو وہ کہیں!
دیکھو اِنہیں! یہ دیں گے فریبِ وفا مجھے

افسوس کی ہے جا کہ عدو چاہے اور
کرنا پڑے تمہارے ستم کا گِلہ مجھے

بے وجہ تم جو بیٹھ رہے ہو کے بے خبر
آخر یہ کس خطا کی ملی ہے سزا مجھے

اقرارِ وصل جس میں کیا تھا حضور نے
اب تک وہ یاد ہے سخن دل کُشا مجھے

بُھولے سے وہ ادھر بھی جو آنکلے تھے کہیں
اُس دن کا بھولتا ہی نہیں ماجرا مجھے

حسرتؔ یہ کس کے حُسن محبت کا ہے کمال!
کہتے ہیں سب جو شاعرِ رنگین ادا مجھے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہر حال میں رہا جو ترا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

ہر نغمے نے اُنہیں کی طلب کا دیا پیام
ہر ساز نے اُنہیں کی سنائی صدا مجھے

ہر بات میں اُنہیں کی خوشی کا رہا خیال
ہر کام سے غرض ہے اُنہیں کی رضا مجھے

رہتا ہوں غرق اُن کے تصور میں روز و شب
مستی کا پڑ گیا ہے کچھ ایسا مزا مجھے

رکھیے نہ مجھ پہ ترکِ محبت کی تہمتیں
جس کا خیال تک بھی نہیں ہے روا مجھے

کیا کہتے ہو کہ اور لگا لو کسی سے دل
تم سا نظر بھی آئے کوئی دوسرا مجھے

بیگانۂ ادب کیے دیتی ہے کیا کروں
اُس محوِ ناز کی نگہ آشنا مجھے

اُس بے نشاں کے ملنے کی حسرت ہوئی امید
آبِ بقا سے بڑھ کے ہے زہرِ فنا مجھے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

محبت کے عوض رہنے لگے ہر دم خفا مجھ سے
کہو تو ایسی کیا سرزد ہوئی آخر خطا مجھ سے

ملیں بھی وہ تو کیونکر آرزو بر آئے گی دل کی
نہ ہوگا خود خیال اُن کو نہ ہوگی التجا مجھ سے

قرار آتا نہیں دل کو کسی عنوان پہلو میں
ہُوا ہے آشنا جب سے وہ کافر ماجرا مجھ سے

غنیمت ہے جہانِ عاشقی میں ذات دونوں کی!
کہ نام جور قائم تم سے ہے رسمِ وفا مجھ سے

مگر سیر چمن کو آج وہ پھر آنے والے ہیں
ابھی کچھ کہہ رہی تھی کان میں بادِ صبا مجھ سے

محبت بھی عجب شے ہے کہ باوصف شناسائی
نہیں ہوتی مخاطب وہ نگاہِ آشنا مجھ سے

تقاضا ہے یہی خوئے نیازِ عشق بازی کا
نہ ہوگا اس سراپا ناز کا حسرت گِلا مجھ سے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اُن کو جو شغلِ ناز سے فرصت نہ ہو سکی
ہم نے یہ کہہ دیا کہ محبت نہ ہو سکی

شکرِ جفا بھی اہلِ رضا نے کیا ادا
اُن سے یہی نہیں کہ شکایت نہ ہو سکی

شب کا یہ حال ہے کہ تری یاد کے سوا
دل کو کسی خیال سے راحت نہ ہو سکی

پابوس کو بھی ہم کو اجازت نہ دے سکے
اتنی بھی تم سے قدرِ محبت نہ ہو سکی

خاموشیوں کا راز محبت وہ پا گئے
گو ہم سے عرض حال کی جرات نہ ہو سکی

کر دی زبان شوق نے سب شرح آرزو
الفاظ میں گرچہ صراحت نہ ہو سکی

لطفِ مزید کی میں تمنا تو کر سکا!
تم یہ تو کہہ سکے کہ قناعت نہ ہو سکی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کیوں اتنی جلد ہوگئے گھبرا کے ہم فنا
اے دردِ یار کچھ تری خدمت نہ ہو سکی

واعظ کو اپنے عیب ریا کا رہا خیال
رِندوں کی صاف صاف مذمت نہ ہو سکی

ارباب قال حال پہ غالب نہ آ سکے
زاہد سے عاشقوں کی امامت نہ ہو سکی

ایسا بھی کیا عتاب، کہ ساقی بچی کھچی
آخر میں کچھ بھی ہم کو عنایت نہ ہو سکی

اُن سے میں اپنے دل کا تقاضا نہ کر سکا
یہ بات تھی خلافِ مروت نہ ہو سکی

کیوں آئے ہوش میں جو عبادت نہ کر سکے
پیرِ مغاں کی ہم سے اطاعت نہ ہو سکی

حسرت تری نگاہِ محبت کو کیا کہوں؟
محفل میں رات اُن سے شرارت نہ ہو سکی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

سرِ حشر اُن سے پھر صاحب سلامت ہونیوالی ہے
ابھی اک اور بھی برپا قیامت ہونے والی ہے

تمہارے حُسن کو جو کچھ بھی شہرت ہونے والی ہے
جو سچ پوچھو تو میری ہی بدولت ہونے والی ہے

حجاب اُس مست کی آنکھوں سے رخصت ہونیوالا ہے
مجھے ہر بات کی حاصل اجازت ہونے والی ہے

دمِ آخر مجھے دیکھا تو نادم ہو کے فرمایا
کسے معلوم تھا تیری یہ حالت ہونے والی ہے

خدا جانے عدو سے مشورے کیا ہوتے رہتے ہیں
نئی شاید کوئی مجھ پر عنایت ہونے والی ہے

وہ ازراہِ عطا مجھ پر کرم فرمانے والے ہیں
مری شامِ الم، صبح مسرت ہونے والی ہے

تمنا کی بہت اچھی نہیں بیباکیاں حسرت
سنا ہے اُن سے پھر تیری شکایت ہونے والی ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

محبت کیوں کرو گر ہو نہیں سکتی وفا مجھ سے
یہ تم نے کیا کہا مجھ کو یہ تم نے کیا کیا مجھ سے

سمجھ رکھا ہے مجبورِ وفا کوشی جو ظالم نے
ملا کرتا ہے کس کس ناز سے وہ بے وفا مجھ سے

محبت کی بھی کیا تاثیر ہے بے تاب ہیں دونوں
ہُوا ہے خاتمہ ان پر، ہوئی تھی ابتدا مجھ سے

بتانِ ماہِ رو کے حُسن پر ایمان لایا ہوں!
اُنہیں کو دیکھ کر ہوتی ہے اب یادِ خدا مجھ سے

کہیں دشمن سے بے شک مل کے وہ بیباک آئے ہیں
جبھی بے اختیار آج ان کو آتی ہے حیا مجھ سے

چُھپاتے ہیں جسے وہ پردہِ بے اعتنائی میں
محبت کہہ رہی ہے حال اسی کا برملا مجھ سے

Marfat.com

تُمھارے منہ سے یہ تکرار بھی پُر لطف ٹھہرے گی
وہی باتیں سہی جو کر چکے ہو بارہا مجھ سے

یہ نازِ بے رُخی دیکھو کہ بزمِ غیر میں گویا
شناسا ہوں نہ میں اُن کا نہ ہیں وہ آشنا مجھ سے

سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ کیا انداز ہے تیرا
کبھی ہٹ بیٹھنا مجھ سے، کبھی کُھل کھیلنا مجھ سے

خیال ایک اُن کا باقی تھا سو باقی اب بھی ہے حسرتؔ
شبِ غم اور کیا لینے کو آئی تھی قضا مجھ سے

☆☆☆

خانقہ سے تا درِ پیرِ مغاں لے جائے گا
دل کہاں سے مجھ کو لایا ہے کہاں لے جائے گا

اب تو فرقت میں تڑپنا بھی نہیں ممکن کہ تو
میری تاثیرِ محبت پر گماں لے جائے گا

عاشقوں کے ہوں گے راہِ یار میں کیا کیا ہجوم
شوق جن کو کارواں در کارواں لے جائے گا

جس قدر چاہیں چھپا کر دل کو ہم رکھیں مگر
جب وہ آئے گا تو اک دن ناگہاں لے جائے گا

ان کی محفل میں جسے لے جائے گا بختِ رسا
کامیاب و کامران و شاداں لے جائے گا

ہم ضعیفانِ محبت کا پہنچنا تھا محال
منزلِ مقصود تک وہ نوجواں لے جائے گا

Marfat.com

قدر ہوگی میرے ضبطِ شوق کی اس دم عیاں
جب منا کر خود مجھے وہ جانِ جاں لے جائے گا

عشق نقدِ دل کے بدلے حسن کے بازار سے
مفت گویا درد کی جنسِ گراں لے جائے گا

رائیگاں حسرتؔ نہ جائیگا میرا مُشتِ غبار!
کچھ زمیں لے جائے گی کچھ آسماں لے جائے گا

☆ ☆ ☆

کبھی کی تھی جو، اب دوا کیجیے گا
مجھے پوچھ کر آپ کیا کیجیے گا

مرے دعویٰ بے نیازی کو سن کر
ہنسے وہ کہ پھر التجا کیجیے گا

وہ شوخی سے کہتے ہیں کہیے تو مطلب
اشاروں میں کب تک ادا کیجیے گا

تغافل میں شانِ جفا پھر ہے شاید
محبت کی پھر ابتدا کیجیے گا

رقیبوں سے کب تک نہ ملئے گا صاحب
کہاں تک ہمارا کہا کیجیے گا

وہ کہنا ترا یاد ہے وقتِ رخصت
کبھی خط بھی ہم کو لکھا کیجیے گا

جوانی میں عشقِ بُتاں بس ہے حسرت
بڑھاپے میں یادِ خدا کیجیے گا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

عشقِ بُتاں کو جی کا جنجال کر لیا ہے
آخر میں نے اپنا کیا حال کر لیا ہے

سنجیدہ بن کے بیٹھو اب کیوں نہ تم کہ پہلے
اچھی طرح سے مجھ کو پامال کر لیا ہے

نادم ہوں جان دیکر آنکھوں کو تُو نے ظالم
رو رو کے بعد میرے کیوں لال کرلیا ہے

تعزیرِ دل میں اتنی شدّت نہ کر جب اس نے
خود جُرمِ عاشقی کا اقبال کر لیا ہے

کیا کیا ہے شوقِ نازاں' حسرت کہیں جو خوشبو
اُن کی جبینِ تر سے رومال کر لیا ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اور بھی ہوگئے بیگانہ وہ غفلت کر کے
آزمایا جو اُنہیں ضبطِ محبت کر کے

دیکھنے آئے تھے وہ اپنی محبت کا اثر
کہنے کو یہ ہے کہ آئے ہیں عیادت کر کے

پستیِ حوصلہ شوق کی اب ہے یہ صلاح
بیٹھ رہئے غمِ ہجراں پہ قناعت کر کے

دل نے پایا ہے محبت کا یہ عالی رُتبہ!
آپ نے دردِ دوا کار کی خدمت کر کے

ق

رُوح نے پائی ہے تکلیفِ جدائی سے نجات
آپ کی یاد کو سرمایہ راحت کر کے

چھیڑ سے اب وہ یہ کہتے ہیں کہ سنبھلو حسرت
صبروتابِ دلِ بیمار کو غارت کر کے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

خُو سمجھ میں نہیں آتی ترے دیوانوں کی
دامنوں کی نہ خبر ہے نہ گریبانوں کی

جلوۂ ساغر و مینا ہے جو ہمرنگ بہار
رونقیں طرفہ ترقی پہ ہیں مے خانوں کی

ہر طرف بے خودی و بے خبری کی ہے نمود
قابل دید ہے دنیا ترے حیرانوں کی

سہل اس سے تو یہی ہے کہ سنبھالیں دل کو
منتیں کون کرے آپ کے دربانوں کی

آنکھ والے تری صورت پہ مٹے جاتے ہیں
شمعِ محفل کی طرف بھیڑ ہے پروانوں کی

اے جفا کار ترے عہد سے پہلے تو نہ تھی
کثرت اس درجہ محبت کے پشیمانوں کی

رازِ غم سے ہمیں آگاہ کیا خوب کیا
کچھ نہایت ہی نہیں آپ کے احسانوں کی

دشمنِ اہلِ مروت ہے وہ بیگانۂ انس!
شکلِ پریوں کی ہے خُو بھی نہیں انسانوں کی

ہمرہِ غیر مبارک انہیں گلگشتِ چمن
سَیر ہم کو بھی میسّر ہے بیابانوں کی

فیضِ ساقی کی عجب دھوم ہے میخانوں میں
ہر طرف مے کی طلب' مانگ ہے پیمانوں کی

عاشقوں ہی کا جگر ہے کہ ہیں خرسند جفا
کافروں کی ہے یہ ہمت نہ مسلمانوں کی

یاد پھر تازہ ہوئی حال سے تیرے حسرتؔ
قیس و فرہاد کے گزرے ہوئے افسانوں کی

☆ ☆ ☆

شوقِ وصالِ یار کے قابل بنا دیا
دل کیا تھا عاشقی نے اُسے دل بنا دیا

دے دے کے مفت جان شہیدانِ عشق نے
اُس نازنیں کو شاہدِ قاتل بنا دیا

شوقِ بقائے یار نے راہ مراد میں
سختی کو رشکِ نرمی منزل بنا دیا

دل کو جمال یار کے فیضان عشق نے
قندیلِ عرشِ حق کے مماثل بنا دیا

آخر فراغتِ غمِ دل نے ہوس کو بھی
کونین کے خیال سے غافل بنا دیا

لیلائے عشقِ دوست کی خاطر' بجائے دل
جب ہم چلے تو روح کو محمل بنا دیا

کیا چیز. تھی وہ مرشدِ وہاب کی نگاہ
حسرت کو جس نے عارفِ کامل بنا دیا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

آئی جو اُن کی یاد مرا دل ٹھہر گیا
دعویٰ غمِ فراق کا باطل ٹھہر گیا

تیرِ نگاہِ یار کا مشکل ہے سامنا
میرا ہی تھا جگر کہ مُقابل ٹھہر گیا

ہم سر جُھکا چکے تھے، علم ہو چکی تھی تیغ
پھر کیا کیا خیال کہ قاتل ٹھہر گیا

دل خوش ہوا جو آپ ہوئے مائلِ ستم
یعنی میں التفات کے قابل ٹھہر گیا

دل کو ولائے یار پہ حاصل ہوا قیام
پایا جو اس جہاز نے ساحل ٹھہر گیا

خواب و خیال ہوگئیں اگلی وہ صحبتیں
پھیرا بھی اس نواح کا مُشکل ٹھہر گیا

Marfat.com

فرزانگی قصور ہے دنیائے عشق میں
دیوانہ جو ہُوا وہی کامل ٹھہر گیا

بیچارگی میں رٹ جو لگی ان کے نام کی
تسکینِ جانِ زار ہوئی دل ٹھہر گیا

اچھا ہُوا کہ مملکتِ حُسن و عشق میں
حسرتؔ وہ پادشاہ، میں سائل ٹھہر گیا

☆ ☆ ☆

ہر درد ہر مرض کی دوا ہے تمہارے پاس
آتے ہیں سب یہیں کہ شفا ہے تمہارے پاس

پھیلائی ہے اُسی نے مرے دردِ دل کی بات
غماز اک جو بادِ صبا ہے تمہارے پاس

کس کس خوشی سے ہوتے ہیں لوگوں کے دل اسیر
کیا چیز دامِ زلف دوتا ہے تمہارے پاس

سمجھاؤ لاکھ' دل کو پر آتا نہیں قرار
اُس کا بھی کچھ علاج بھلا ہے تمہارے پاس

سب حل ہوں مشکلیں جو ملے دولتِ یقیں
لوحِ طلسمِ بیم و رجا ہے تمہارے پاس

کیونکر پہنچ سکے گی مرے حال کی خبر
کتنا ہجومِ نازوادا ہے تمہارے پاس

Marfat.com

اقرار ہے کہ دل سے تمہیں چاہتے ہیں ہم
کچھ اس گناہ کی بھی سزا ہے تمہارے پاس

مارو کہ اب جلاؤ ہمیں تم، ہے اختیار
سر رشتۂ فنا و بقا ہے تمہارے پاس

اب کوئی کیا کرے دلِ گُم گشتہ کی تلاش
سب کہتے ہیں یہی کہ سنا ہے تمہارے پاس

حسرتؔ کرو نہ دل میں زیارت حضور کی
آئینۂ رسولؐ نما ہے تمہارے پاس

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کچھ مرے حالِ زار کی ان کو خبر نہیں
کیا ہو جو میں ہی جا کے سنا دوں مگر نہیں

اک آفتابِ حُسنِ درخشاں ہے وہ جمال
دیکھے اسے بغور یہ تاب نظر نہیں

پہلو میں دل کو پوچھ رہی ہے نگاہ یار
کیا جانے اب کوئی وہ کدھر ہے کدھر نہیں

کب تھے وہ مرے حال سے اِس درجہ بے خبر
کیوں کر کہوں میں نالہ دل میں اثر نہیں

ہم بے کسوں کو قتل جو کرتا ہے بے گناہ
کچھ اے عزیز تجھ کو خدا کا بھی ڈر نہیں

پرسش ہے مرے حال کی یارب جو روزِ حشر
اتنا بھی اب یہ قصۂ غم مختصر نہیں

ہو یار تک رسائی حسرت نہ کیوں محال
اُس محفلِ سرور میں غم کا گزر نہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

یہ کس بزم کے ہم نکالے ہوئے ہیں!
کہ محرومیوں کے حوالے ہوئے ہیں

وہ اب آئیں محفل میں سب اہل محفل!
خبردار ہیں، دل سنبھالے ہوئے ہیں

فریبِ وفا آپ دیتے ہیں کس کو!
یہ جلوے مرے دیکھے بھالے ہوئے ہیں

وہ بے پردہ سوتے ہیں، ظاہر میں لیکن
دوپٹہ یوں ہی منہ پہ ڈالے ہوئے ہیں

محبت کی خوشبو سے بدمست یکسر
تری شال تیرے دو شالے ہوئے ہیں

یہ کیا جانے زاہد کہ اے آب رحمت
مرے جام تیرے کھنگالے ہوئے ہیں

ضیا بارِیِ عشقِ جاناں سے حسرت
اندھیرے دلوں کے اجالے ہوئے ہیں

☆ ☆ ☆

نہ سہی گر اُنہیں خیال نہیں
کہ ہمارا بھی اب وہ حال نہیں

یاد اُنہیں وعدہ وصال نہیں
کب کیا تھا، یہی خیال نہیں

ایسے بگڑے وہ سُن کے شوق کی بات
آج تک ہم سے بول چال نہیں

مجھ کو اب غم یہ ہے کہ بعد مرے
خاطر یار بے ملال نہیں

عفوِ حق کا مے کشوں پہ نزول
ریزش ابر بَرشگال نہیں

ہم پہ کیوں عرضِ حالِ دل پہ عتاب
ایلچی کو کہیں زوال نہیں

سُن کے وہ خواہشِ پابوس
ہنس کے کہنے لگے مجال نہیں

دل کو ہے یادِ شوق کا وہ ہُنر
جس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں

آپ نادم نہ ہوں کہ حسرت سے
شکوۂ غم کا احتمال نہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

نامُرادوں کو شاد کام کرو
کرم پانا کبھی تو عام کرو
کارِ عاشق ہے نا تمام سو تم
قتل کر کے اسے تمام کرو
سب کی خاطر کا ہے خیال تمہیں
کچھ ہمارا بھی انتظام کرو

(ق)

رات رو رو کہ جس طرح کاٹی
اسی صورت سے دن کو شام کرو
گفتگو ہیچ ہے اگر چاہو
کام، جاں کا حصول، کام کرو

(ق)

موت سے پہلے ہی زراہِ وفا
مرمٹو، عاشقی میں نام کرو
کھل سکے جب تلک نہ راہِ مراد
منزلِ صبر میں قیام کرو
پوچھتے ہیں وہ جاں نثاروں کو
تم بھی حسرت اُٹھو سلام کرو

Marfat.com

کیا کام اُنہیں پرسشِ ارباب وفا سے
مرتا ہے تو مر جائے کوئی اُن کی بلا سے

مجھ سے بھی خفا ہو، مری آہوں سے بھی برہم
تم بھی ہو عجب چیز کہ لڑتے ہو ہوا سے

دامن کو بچاتا ہے وہ کافر کہ مبادا
چھو جائے کہیں پاکیِ خونِ شہدا سے

دیوانہ کیا ساقیِ محفل نے سبھی کو
کوئی نہ بچا اس نظرِ ہوشربا سے

قائل ہوئے زندانِ خرابات کے حسرتؔ
جب کچھ نہ مِلا ہم کو گروہِ عرفا سے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ترے درد سے جس کو نسبت نہیں ہے
وہ راحت مصیبت ہے، راحت نہیں ہے

ترے غم کی دنیا میں اے جانِ عالم
کوئی روح محرومِ راحت نہیں ہے

مجھے گرمِ نظارہ دیکھا تو ہنس کر
وہ بولے کہ اس کی اجازت نہیں ہے

جُھکی ہے تیرے بارِ عرفاں سے گردن
ہمیں سر اٹھانے کی فرصت نہیں ہے

یہ ہے ان کے اِک روئے رنگیں کا پَرتو
بہارِ طلسمِ لطافت نہیں ہے

ترے سرفروشوں میں ہے کون ایسا
جسے دل سے شوقِ شہادت نہیں ہے

Marfat.com

وہ کہتے ہیں شوخی سے ہم دلربا ہیں
ہمیں دلنوازی کی عادت نہیں ہے

شہیدانِ غم میں سبک روح کیا کیا!
کہ اس دل پہ بارِ ندامت نہیں ہے

نمونہ ہے تکمیل حسنِ سخن کا!!
گھر بارِیِ طبعِ حسرت نہیں ہے

☆ ☆ ☆

روشن جمالِ یار سے دُنیائے عشق ہے
گویا شرابِ حُسن بہ مینائے عشق ہے

اب تک تلاشِ منزلِ مقصد میں دل مرا
آوارہِ مراحلِ صحرائے عشق ہے

کہتی ہے عقل دین بھی دُنیا بھی کر طلب
اُن سب سے منہ کو موڑ یہ ایمائے عشق ہے

کیا کام اسے طریقہ اربابِ زہد سے
جو پیرو شریعتِ عزائے عشق ہے

حسرت کا ہو بُلند بھلا کیوں نہ مرتبہ
خدمت گزار حضرتِ والائے عشق ہے

☆☆☆

وہ چُپ ہوگئے مجھ سے کیا کہتے کہتے
کہ دل رہ گیا مدعا کہتے کہتے

مرا عشق بھی خود غرض ہو چلا ہے
ترے حُسن کو بے وفا کہتے کہتے

شبِ غم کس آرام سے سو گئے ہیں
فسانہ تری یاد کا کہتے کہتے

خبر اُن کو اب تک نہیں، مرمٹے ہم
دلِ زار کا ماجرا کہتے کہتے

عجب کیا جو ہے بدگماں سب سے واعظ
بُرا سنتے سنتے بُرا کہتے کہتے

وہ آئے مگر آئے کس وقت حسرت
کہ ہم چل بسے مرحبا کہتے کہتے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

پہلے کہیں خدا اُسے شوقِ شکار دے
پھر یہ کہ وہ ہمیں کو نشانہ قرار دے

کاہے کو گھٹنے پائیں تمنا کی شورشیں
ساغرؔ عجب نہیں جو ہمیں بے شمار دے

کیا کیا نہ اُن کی یاد سے ہوں شرمسار ہم
فرصت کبھی جو کشمکشِ روزگار دے

سب اُس کے آگے ہیچ ہیں دنیا کی راحتیں
پروردگار دے تو غمِ عشقِ یار دے

عاشق کے رنگِ زرد پہ خونباریِ فراق
دیکھیں کبھی وہ آ کے تو کیا کیا بہار دے

حسرتؔ سے کہتے ہیں وہ بتا اپنی آرزو
اب کیا انہیں جواب یہ ناکردہ کار دے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہم پر جُنوں کی تہمتِ بے جا ابھی سے ہے
ہنگامۂ بہار کا غوغا ابھی سے ہے

حالانکہ ابتدا بھی نہیں ہے شباب کی
اُن کو کمالِ حُسن کا دعویٰ ابھی سے ہے

آنے میں اُن کے دیر ہے لیکن شبِ وصال
پیشِ نظر وہ چہرۂ زیبا ابھی سے ہے

اے عشقِ تازہ کار تری ابتدا کو ہم
جب سوچتے ہیں کہتے ہیں گویا ابھی سے ہے

ہر لحظہ دردِ ہجر کی افزوں ہیں کاوشیں
ظاہر ہجومِ غم کا نتیجہ ابھی سے ہے

برسے گا ہن بہار میں، اے پیرِ مے فروش
تری دکان بادہ کا شہرہ ابھی سے ہے

Marfat.com

دیکھیں ہوس پہ دُوریِ منزل سے کیا بنے
جس کا خیالِ حوصلہ فرسا ابھی سے ہے

تم سے وہ عہدِ وصل کی اُمید کیا کرے
جو بدگمان وعدۂ فردا ابھی سے ہے

جس راہ سے وہ آنے کو ہیں آج اس طرف
شوقِ نگاہ محوِ تماشا ابھی سے ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

بے خوف ہیں وہ کہتے ہیں کیا ہے تمہارے پاس
لے دے کے ایک تیرِ دعا ہے تمہارے پاس

بیمارِ غم ہیں دُور سے آئے ہیں سن کے نام
کہتے ہیں دردِ دل کی دوا ہے تمہارے پاس

کس کو نہیں قبول کہ ہے شُغلِ مے حرام
پر فصلِ گل میں ہو تو --- روا ہے تمہارے پاس

روشن ہمارے دل میں بھی ہے ایک سراجِ درد
برقِ جمال کی جو ضیا ہے تمہارے پاس

اب کیا رہے گا پہلوِ حسرت میں دل بھلا
اِک عمر یہ گزار چکا ہے تمہارے پاس

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اب ہم میں بھلا زیست کے آثار کہاں ہیں
تم پھر بھی کہے جاؤ یہ بیمار کہاں ہیں

ہم کو یہی کیا کم ہے کہ بندے ہیں تمہارے
دعوائے محبت کے سزاوار کہاں ہیں

سجدے کیے اس در پہ اسی عذر سے لاکھوں
ہم عاشق بے خود ہیں گنہ گار کہاں ہیں

اک بار چلے جاؤ دکھا کر جھلک اپنی!
ہم جلوۂ پیہم کے طلب گار کہاں ہیں

شوق ان سے یہ کہتا ہے توجہ نہیں تم کو
بے مہر، جفا کار، دل آزار کہاں ہیں

اس حسن نظر سوز کا ہے اب تو یہ عالم
عقدے مرے سب سہل ہیں دشوار کہاں ہیں

کافر جنہیں سب کہتے ہیں مسلم ہوں نہ حسرت
کہتا ہے مرے طالب دیدار کہاں ہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کیا کیا نہ ہجر میں ترے ناشاد کر چکے
اب یہ سمجھ کے چُپ ہیں کہ وہ یاد کر چکے

نادم وہی تو آج ہیں کل بر بنائے ناز
خاکِ شہیدِ عشق جو برباد کر چکے

کہتے ہیں اب وہ تری گزارش ہے ناقبول
اک بار کر چکے جو ہم ارشاد کر چکے

رنگیں طرازیاں ہیں عضب اشکِ سرخ کی
جو دامنِ جنوں پہ ہم ایجاد کر چکے

نادم ہیں اب کمال جب ان سے بیان ہم
ساری غمِ فراق کی روداد کر چکے

حسرت وہ اب ہوئے بھی تو کیا مائلِ کرم!
جب ختم ساری سختیِ بے داد کر چکے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کہہ دیا خوب! "ہم کو پیار نہ کر"
جبر اتنا بھی اختیار نہ کر

محفلِ غیر میں خُدا کے لئے
تُو مجھے یاد بار بار نہ کر

دیکھ اے احتیاط پائے جنوں
خار سے ڈر کے ہم کو خوار نہ کر

دشمنِ اہل اشتیاق نہ بن
حُسن رُخ کو نقاب دار نہ کر

وعدہائے دور غمِ تسکین سے
اور بھی دل کو بے قرار نہ کر

دے کے اہلِ ہوس کو قول وصال
عشق بازوں کو شرمسار نہ کر

ہو غریبوں پہ بھی نگاہِ کرم!
دیکھ اے چشمِ یار عار نہ کر

سوزِ غم کو بھی سازِ عیش سمجھ
عشق میں فرق نور و ناز نہ کر

شرم دعوائے عشق رکھ حسرتؔ
فکرِ غم ہائے روزگار نہ کر

☆☆☆

Marfat.com

اُمیدِ انتظار سے ہرگز نہ آئے باز
ہم شوقِ لطفِ یار سے ہرگز نہ آئے باز

جورِ غرورِ حُسن پہ بھی اہلِ آرزو!
اظہارِ انکسار سے ہرگز نہ آئے باز

ہم تھے وہ بے اصول کہ باوصف ہجرِ یار
گُل چینیِ بہار سے ہرگز نہ آئے باز

میخواریاں نہ چُھوٹ سکیں' رندِ بادہ نوش!
اندیشۂ خمار سے ہرگز نہ آئے باز

ہم کو بھی اس سے کام نہیں کچھ' یُونہی سہی
دل خواہشِ قرار سے ہرگز نہ آئے باز

مجبورِ آرزو تھے جو حسرت. سو مر کے بھی
شوقِ لقائے یار سے ہرگز نہ آئے باز

☆ ☆ ☆

Marfat.com

احباب نہ آئے کوئی پیغامِ اجل تک
مجبور تھے کیا کیا ترے مجبور بھی کل تک

خالی نہ ہمیں غم سے ملا ایک بھی لحظہ!
لے شامِ ابد دیکھ چکے صبحِ ازل تک

داعی ہے محبت کا تری زہد بھی جس کو
معلوم نہیں شکوہ شکایت کا محل تک

ہم جامی و حافظ کے بھی قائل ہیں پہ حسرت
خوبی میں نہ پہنچا کوئی سعدی کی غزل تک

☆ ☆ ☆

Marfat.com

عاشقوں سے ناروا ہے بے وفائی آپ کی
حد سے بڑھ جائے نہ شانِ کج ادائی آپ کی

آرزو کے دل میں آئیں گی نہ کیا کیا آفتیں
دَرپے انکار ہے ناآشنائی آپ کی

خُوبرو ہیں آپ، مانا ہم نے پھر بھی اس قدر
دیکھیے اچھی نہیں خود ستائی آپ کی

رہ گئی اہلِ ہوس میں یادگارِ حُسن و عشق
ناز برداری ہماری، دلربائی آپ کی

مجُھ سے یہ اکثر کہا کرتا ہے وہ مخمورِ ناز
دیکھیے نبھتی ہے کب تلک پارسائی آپ کی

اِک ہمیں تو کچھ نہیں ہیں آپ کے طاعت گزار
تابعِ فرماں ہوئی ساری خدائی آپ کی

Marfat.com

کیسے دیکھے کون دیکھے آپ کا نورِ جمال
جان جب ٹھہری ہوئی ہو، رونمائی آپ کی

آپ کو آتا رہا میرے ستانے کا خیال
صلح سے اچھی رہی مجھ کو لڑائی آپ کی

برق کا اکثر یہ کہنا یاد آتا ہے مجھے!
تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی

عرض کر کے حالِ دل کس درجہ ہیں محجوب ہم!
دیکھ کر غصّے میں صورت تمتمائی آپ کی

شاہ جیلاںؒ کے سوا مُشکل کُشا کے واسطے
کون کرتا اور حسرت رہنمائی آپ کی

☆ ☆ ☆

عقدہ وصالِ یار کا حل ہو تو جانیئے
خوف و خلوص و علم و عمل ہو تو جانیئے

گھبرا کے روح کہتی ہے روزِ فراقِ یار
اس نامُراد آج کی کل ہو تو جانیئے

تمکین و قہرِ یار میں مشکل ہے امتیاز
غصے سے ابروؤں پہ جو بَل ہو تو جانیئے

کیونکر کھلے ہوئے ہیں' وہ کس بات پر خفا
کچھ بھی جو بے رُخی کا محل ہو تو جانیئے

حسرتؔ یہ رنجِ ہجر یہ قید اور یہ جورِ غیر
اس کش مکش میں آج غزل ہو تو جانیئے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ترے حُسن کا دور دورا رہے گا
نہ میرا یہ جوشِ تمنا رہے گا
مگر سالہا سال بعدِ فنا بھی
زمانے میں دونوں کا چرچا رہے گا
نہ سرمایہ داروں کی نخوت رہے گی
نہ حکام کا جوہرِ بے جا رہے گا
زمانہ وہ جلد آنے والا ہے جس میں
کسی کا نہ محنت پہ دعوئی رہے گا
جو مٹ جائیگا ہو کے خاک اس گلی کی
وہ اچھا رہا ہے وہ اچھا رہے گا
اُسے کیا ہو پروائے محشرؔ جو ترا
بدستور محوِ تماشا رہے گا
وہ حُسن و محبت میں یکساں ہے کامل
وہ دونوں کی آنکھوں کی تارا رہے گا
ترے عشق میں دعوئے صبرِ حسرتؔ
ابھی تک بھلا کیا رہا کیا رہے گا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کوچہ اُس فتنۂ دوراں کا دکھا کر چھوڑا
دل نے آخر ہمیں دیوانہ بنا کر چھوڑا

پردہ ہم سے جو وہ کرتے تھے نہ کرنے پائے
شوقِ بے باک نے اس کو بھی اُٹھا کر چھوڑا

لُطفِ ماضی کی جو کچھ یاد تھی باقی دل میں
اُس کو بھی ترے تغافل نے مٹا کر چھوڑا

مجھ کو معلوم ہے پیمانۂ مے میں ساقی
تُو نے جو کچھ کہ مری آنکھ بچا کر چھوڑا

دامنِ حُسن ترا خونِ شہادت نے مرے
عطرِ خوشبوئے محبت میں بسا کر چھوڑا

مرگِ حسرت کا بہت رنج کیا' آخرکار
اَثرِ عشق نے ان کو بھی رُلا کر چھوڑا

☆ ☆ ☆

دعا میں ذکر کیوں ہو مدعا کا!
کہ یہ شیوہ نہیں اہلِ رضا کا

طلب مری بہت کچھ ہے مگر کیا
کرم ترا ہے دریا اِک عطا کا!

کہاں تک ناز اُٹھائے آخر اے حُسن
ہوس ترے مزاجِ خُودستا کا!

نہیں معلوم کیا اے شاہِ خُوباں
تجھے کچھ حال اپنے مبتلا کا!

بجائے اسمِ اعظم آپ کا نام
وظیفہ ہے مرا صبح و مسا کا

غضب کا سامنا ہے عاشقوں کو
دیارِ حق میں افواجِ بلا کا

Marfat.com

نثار اُن پر ہوئے اچھے رہے ہم
تقاضا تھا یہی خُوئے وفا کا!

اُٹھایا ہے مزا دل نے بہت کچھ
محبت کے غمِ راحت فزا کا

جفا کو بھی وفا سمجھو کہ حسرتؔ!
تمھیں حق اُن سے کیا چون و چرا کا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

آشنا ہو کر نظر نا آشنا کرنے لگے
ہم سے کیا دیکھا کہ تم پاسِ حیا کرنے لگے

رشک آیا ہے مجھے کیا کیا جب انکے رُوبرو
مدعی بیباک عرضِ مدعا کرنے لگے

حلقۂ اغیار میں بھی پا کے اُن کو گرم لطف
ہم لبِ حسرت سے شورِ مرحبا کرنے لگے

اور تو کچھ بھی نہ ہم سے اُس کے آگے بن پڑا
حُسنِ خلقِ یار کی مدح و ثنا کرنے لگے

دلربائی کا بھی کچھ کچھ ڈھب اُنہیں آنے لگا
بات مطلب کی اشاروں میں ادا کرنے لگے

کون کہتا ہے کہ ہم ہیں مائلِ ترکِ وفا
آپ ناحق اپنے دل کو بدمزا کرنے لگے

بُھول کر حکمِ خُدا، یادِ بُتاں رہنے لگی
کیا تُمھیں کرنا تھا حسرت آہ کیا کرنے لگے

☆ ☆ ☆

دردِ دِل کی اُنہیں خبر نہ ہوئی
کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

کوششیں ہم نے کیں ہزار مگر
عشق میں ایک معتبر نہ ہوئی

کر چکے ہم کو بے گناہ شہید
آپ کی آنکھ پھر بھی تر نہ ہوئی

آئی بُجھنے کو اپنی شمعِ حیات
شبِ غم کی مگر سحر نہ ہوئی

تم سے کیونکر وہ چُھپ سکے حسرتؔ
نگہِ شوق پردۂ در نہ ہوئی

☆ ☆ ☆

وفا تجھ سے اے بے وفا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

تری آرزو ہے اگر جرم کوئی
تو اس جُرم کی میں سزا چاہتا ہوں

وہ مجھ کو بُرا جانتے ہیں تو جانیں
میں اِس پر بھی اُن کا بھلا چاہتا ہوں

میں بیمارِ غم ہوں' مداوائے غم کو
ترے دَر کی خاکِ شفا چاہتا ہوں

نصیحت گروں کی ملامت سے بے غم
میں اس شوخ کو برملا چاہتا ہوں

اسے بے بتائے وہ خود جانتے ہیں
جو میں اپنے حق میں دعا چاہتا ہوں

☆☆☆

تجھ کو اے محوِ تغافل میری پرواہ ہی نہیں
حالِ دل کس سے میں کہتا تو نے پوچھا ہی نہیں

میری بیتابی کا سُن کر ہمدموں سے ماجرا
ہنس کے وہ کہنے لگے ہم نے تو دیکھا ہی نہیں

خوب ہو گر دیکھنے آئیں وہ میرا حالِ زار
درسِ عبرت بھی تو ہے خالی تماشا ہی نہیں

مر مٹے اُن پر تو حسرتؔ اس قدر نازاں ہو کیوں
اس گلی میں کچھ تمہیں کوئی سمجھتا ہی نہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

بام پر آنے لگے وہ سامنا ہونے لگا
اب تو اظہارِ محبت برملا ہونے لگا

کیا کہا میں نے جو ناحق تُم خفا ہونے لگے
کچھ سُنا بھی یا کہ یُونہی فیصلہ ہونے لگا

اب غریبوں پر بھی ساقی کی نظر پڑنے لگی
بادہِ پس خوردہ ہم کو بھی عطا ہونے لگا

میری رسوائی سے شکوہ ہے یہ اُن کے حُسن کو
اب جسے دیکھو وہ میرا مبتلا ہونے لگا

یاد پھر اُس بے وفا کی ہر گھڑی رہنے لگی
پھر اُسی کا تذکرہ صبح و مسا ہونے لگا

کچھ نہ پوچھو حال کیا تھا خاطرِ بے تاب کا
اُن سے جب مجبور ہو کر مَیں جُدا ہونے لگا

غیر سے مل کر اُنہیں ناحق ہُوا میرا خیال
مجھ سے کیا مطلب بھلا میں کیوں خفا ہونے لگا

قیدِ غم سے تیرے جاں آزاد کیوں ہونے لگی
دامِ گیسو سے ترے، دل کیوں رِہا ہونے لگا

کیا ہوا حسرت وہ تیرا ادعائے ضبطِ غم!
دو ہی دن میں رنجِ فرقت کا گِلا ہونے لگا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہر دل میں اک ہجومِ محبت ہے آج کل
اس شوخ کی کچھ اور ہی صورت ہے آج کل

اے سحرِ حسنِ یار میں اب تجھ سے کیا کہوں
دل کا جو حال تری بدولت ہے آج کل

شاید وہ یاد کرتے ہیں مجھ کو کہ اور بھی
تکلیف اضطراب کی شدت ہے آج کل

مستور کس حجاب میں ہے وہ جمال پاک
اہل نظر کو جس سے عقیدت ہے آج کل

برپا ہے بزم یار میں اک حشر آرزو
اظہارِ شوق کی جو اجازت ہے آج کل

اک طرفہ بے خودی کا ہے عالم کہ عشق میں
تکلیف آج کل ہے، نہ راحت ہے آج کل

ساقی سے فصلِ گل میں کریں کیوں سوالِ مے
کیا اِلتماس کی بھی ضرورت ہے آج کل

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہم پر تری نگاہ جو پہلے تھی اب نہیں
سو بھی نہ کچھ دنوں میں رہے تو عجب نہیں

صادق نہیں وہ عشق جسے ازرہ نیاز
منظورِ ناز حُسن کا پاسِ ادب نہیں

تھے بسکہ دل پذیر محبت کے واقعات
کچھ کچھ وہ اب بھی یاد مجھے ہے جو سب نہیں

مسرور یادِ یار ہے کیا تری سادگی
اے دل یہ شامِ ہجر ہے عشرت کی شب نہیں

کیونکر کہوں نہیں اُنہیں پروائے عاشقاں
کیا حُسنِ مہوشاں بھی تماشا طلب نہیں

کیوں عشق میں ابھی سے نہ ہو جائیں ہم فنا
کیا جانئے کہ موت کب آتی ہے کب نہیں

حسرت جفائے یار تو اک عام تھی ادا
اظہارِ التفات مگر بے سبب نہیں

☆ ☆ ☆

دیکھنا بھی تو اُنھیں دُور سے دیکھا کرنا
شیوہِ عشق نہیں حُسن کو رسوا کرنا

اک نظر بھی تری کافی تھی پے راحتِ جاں
کچھ بھی دُشوار نہ تھا مجھ کو شکیبا کرنا

اُن کو یاں وعدے پہ آلینے دے اے ابرِ بہار
جس قدر چاہنا پھر بعد میں برسا کرنا

شام ہو یا کہ سحر' یاد اُنھیں کی رکھنی
دن ہو یا رات' ہمیں ذکر اُنھیں کا کرنا

صوم زاہد کو مبارک رہے عابد کو صلوۃ!
عاصیوں کو تری رحمت پہ بھروسا کرنا

عاشقو! حُسنِ جفاکار کا شکوہ ہے گناہ
تم خبردار' خبردار نہ ایسا کرنا

کچھ سمجھ میں بھی نہیں آتا کہ یہ کیا ہے حسرت
اُن سے مل کر بھی نہ اظہارِ تمنا کرنا

☆☆☆

Marfat.com

اُن سے مل کر شکوۂ بے اعتنائی پھر کہاں
شاد رہ اے دل کہ یہ لُطفِ جُدائی پھر کہاں

اب بھی ہیں اہلِ ہوس ناقدردانِ شانِ حسن
لے چلا ہے اُن کو شوقِ خودنمائی پھر کہاں

سب ہماری زندگی ہی تک ہیں اُن کے حوصلے
ورنہ یہ نازو غرورِ دلرُبائی پھر یہاں

شوق ہو کامل تو کیسا جورِ خوباں کا گلا!
باوفا ہم ہوں تو رنجِ بے وفائی پھر کہاں

تُم ہو کیسے، کوئی دنیا میں اگر اپنا نہیں
یعنی جب یہ ہے تو فکرِ بے نوائی پھر کہاں

شرط ہے اک بار پڑ جانا تُمہارے عشق میں
اس طلسمِ غم سے اُمیدِ رہائی پھر کہاں

لُوٹ لے جی بھر کے حسرت لذّتِ آغازِ عشق
اس ستمگر کا یہ رنگِ آشنائی پھر کہاں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جذبۂ شوق کدھر کو لئے جاتا ہے مجھے
پردۂ راز سے کیا تم نے پکارا ہے مجھے

اس جفاکار سے ملنے کی تمنا ہے مجھے
اب بھی میں کچھ نہیں کہتا یہی کہنا ہے مجھے

مَر مِٹا آپ پہ کون آپ نے یہ بھی نہ سنا!
آپ کی جان سے دور آپ سے شکوہ ہے مجھے

قوتِ عشق بھی کیا شے ہے کہ ہو کر مایوس
جب کبھی گرنے لگا ہوں میں، سنبھالا ہے مجھے

تُم سے ملنے کی یہ راہیں کہیں ہو جائیں نہ بند
خوف رہ رہ کے اسی وہم سے آتا ہے مجھے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

وہ دن اب یاد آتے ہیں کہ رہتے تھے ہم دونوں
نہ تھے آگاہ آزارِ فُرقت سے ہم دونوں

نہ کر سکتا تھا باہم فرقِ محبوب و محب کوئی
جُدا ہونے لگے تھے جس گھڑی با چشمِ نم دونوں

نہ ہم پر ہے نہ دُشمن پر کرم اس شوخِ پُرفن کا
بہم ہے رشک دونوں کو مگر ہیں وقفِ غم دونوں

جمالِ یار سے روشن بہر شان و بہر صورت
مرے پیشِ نظر ہیں جلوۂ دیر و حرم دونوں

دل و جانِ مُحبّاں پر ہے یکساں لُطفِ عام اسکا
نگاہِ یار کے حسرت ہیں ممنونِ کرم دونوں

☆ ☆ ☆

محبوب ہیں محبوب کی ہر بات بجا ہے
اب مجھ سے تغافل بھی وہ فرمائیں تو کیا ہے!

پھر شکوۂ غم کا مجھے کیوں شوق ہوا ہے!
پھر ہنس کے وہ کہہ دیں گے یہی تری سزا ہے

ہم خوش ہیں بہرحال جفا ہو کہ وفا ہو
وہ یوں کہ محبت کی سزا میں بھی مزا ہے

سُونگھی تھی جو اک بار وہ خُوشبوئے گریباں
اب تک یہ اسی بُوئے گریباں کا نشہ ہے

کہنے کو تو ظاہر میں خفا ہم بھی ہیں لیکن
کُچھ دل کا عجب حال ہے جب سے وہ خفا ہے

ہم چھین کے لے بھی گئے پان آپ کے منہ کا!
کہتے ہی رہے آپ کہ دیں گے نہ دیا ہے

شرما کے وہ بولے بھی تو کیا "ہم سے نہ بولو"
کیا خُوب تری چھیڑ کا حسرتؔ یہ صلہ ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

گاہِ یکسر لطفِ گاہے سر بسر بے داد ہیں
دل رُبائی کے اُنہیں کیا کیا طریقے یاد ہیں

مرحبا اے حُسنِ غم اے یادگارِ عشقِ دوست
جان و دل تری بدولت شاد ہیں آباد ہیں

کچھ تو بارے وہ تغافل میں کمی کرنے لگے
جب سے یہ جانا کہ ہم آمادۂ فریاد ہیں

حُسنِ صورت میں ترے شامل ہے حُسنِ التفات
ہم اُنہی باتوں کے تو گرویدہ ہیں برباد ہیں

چھیڑ سے بولے وہ حسرت کیوں ہمیں چاہو کہ ہم
بے مروّت ہیں، جفا جُو ہیں، ستم ایجاد ہیں

☆ ☆ ☆

قسمتِ شوق آزما نہ سکے
اُن سے ہم آنکھ بھی ملا نہ سکے

ہم سے دل آپ نے اُٹھا تو لیا!
پر کہیں اور بھی لگا نہ سکے

اب کہاں 'تم' کہاں وہ ربطِ وفا
یاد بھی جس کی ہم دلا نہ سکے

دل میں کیا کیا تھے عرضِ حال کے شوق
اس نے پوچھا تو کچھ بتا نہ سکے

ہم تو کیا بھولتے اُنہیں حسرت
دل سے وہ بھی ہمیں بھلا نہ سکے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

کیا ہو، یہ آج پوچھیں گے اس نازنیں سے ہم
تجھ سا جو کوئی ڈھونڈ نکالیں کہیں سے ہم

کہہ دے نہ اُن کے منہ پہ کہیں شوقِ پائے بوس
ڈرتے نہیں کچھ آپ کی چینِ جبیں سے ہم!

کیا بات ہے ترے کرم فتنۂ خیز کی
واقف ہیں اس خطابِ عتاب آفریں سے ہم

تنہا نہ جاؤ چھوڑ کے ہم کو، غمِ فراق
کیونکر اُٹھے گا پوچھ رہے ہیں تمہی سے ہم

ہمت کا سر جھکا ہے درِ غوث پاک پر
پانا جو کچھ ہے پائیں گے حسرت یہیں سے ہم

☆ ☆ ☆

Marfat.com

تُمہارا ناز فرمانا بُرا ہے
ہمارا ہوش میں آنا بُرا ہے

ترا ہر بات پرُ اے حیلہ پرور
مرے سر کی قسم کھانا بُرا ہے

تکلف سب سے کر اے جانِ محفل
مجُھی سے ترا شرمانا بُرا ہے

یہی کہہ دو کہ اب ملنا نہ ہوگا
یہ تڑپانا' یہ ترسانا بُرا ہے

مری ہر دم کی بے تابی سے جل کر
وہ کہتے ہیں یہ دیوانا بُرا ہے

یہی کہہ دے نہ اک دن اے ستمگر
تری حاجت کا بَر لانا بُرا ہے

وہاں بھی کیا نہیں اصنام پندار
تو کیوں مسجد سے بت خانا بُرا ہے

ہرے ہو جائیں گے سب داغ دل کے
ترا حسرت اُدھر جانا بُرا ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

مری نگہِ شوق کا شکوہ نہیں جاتا
سوتے میں بھی وہ پاس سے دیکھا نہیں جاتا

جا کر کوئی اُس محوِ تغافل سے یہ کہہ دے
اب تو دلِ بے تاب سے تڑپا نہیں جاتا

اب اس کو تغافل نہ کہوں میں تو کہوں کیا
کیا خواب میں بھی آپ سے آیا نہیں جاتا

اُمید نہیں اُن سے ملاقات کی ہر چند
آنکھوں سے مگر شوقِ تماشا نہیں جاتا

گھبرا کے کہا صبر نے بے تابیِ دل سے
اب مجھ سے دلِ زاد میں ٹھہرا نہیں جاتا

واللہ تجھے چھوڑ کے اے کوچۂ جاناں!
حسرتؔ سے تو فردوس میں جایا نہیں جاتا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ستائیے نہ مجھے یونہی دل فگار ہوں میں
رُلائیے نہ مجھے خود ہی بے قرار ہوں میں

اُنھی نے توڑ کے توبہ شراب پلوائی
رہینِ ابر ہوں منت کشِ بہار ہوں میں

گئے وہ دن کہ تمنا وصالِ یار کی تھی
یہ حال اب ہے کہ ممنون ہجرِ یار ہوں میں

ترا یہ رنگ کہ ہے بے سبب خفا مجھ سے
مرا یہ حال کہ بے وجہ بے قرار ہوں میں

نہ دوں بہشت کے بدلے میں ایک جامِ شراب
نہ آفتاب سے بدلوں وہ بادہ خوار ہوں میں

وہ درد مند ہوں حسرت کہ اب بجائے ستم
کرے جو لطف بھی کوئی تو اشک بار ہوں میں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ملتے ہیں اس ادا سے کہ گویا خفا نہیں!
کیا آپ کی نِگاہ سے میں آشنا نہیں

تسکین ہم نشیں سے بڑھا دَرد اور بھی!
یعنی غمِ فراق کی کوئی دوا نہیں

شوقِ بقائے درد کی ہیں ساری خاطریں
ورنہ دعا سے اور کوئی مُدعا نہیں

کب تک کسی کے ناز تغافل اٹھائے دل
کیا امتحان صبر کی کچھ انتہا نہیں

محرومیوں نے دل کا یہ کیا حال کر دیا!
گویا اُمیدِ وصل سے ہم آشنا نہیں!

ارماں مرے وصال میں نکلیں تو کس طرح
جوشِ طرب سے دل میں کہیں راستا نہیں

Marfat.com

شوقِ جفا سے آج تلک اُن سے رسم ہے
کہتا ہے اُن کو کون کہ وہ با وفا نہیں

آتا تو ہوں خیال میں اُن کے کبھی کبھی!
میں موردِ جفا ہوں تو یہ بھی بُرا نہیں

خود اُس کو میری عرضِ تمنا کا شوق ہے
کیوں ورنہ یوں سنے ہے کہ گویا سنا نہیں

میری نگاہِ شوق پہ اس درجہ خفگیاں
اور اپنی چشمِ شوخ کو مطلق سزا نہیں

حسرتؔ مرے کلام میں مومنؔ کے رنگ ہیں
ملکِ سخن میں مجھ سا کوئی دوسرا نہیں

☆ ☆ ☆

کب یہ کہتے ہیں کہ ہم ترے گنہگار نہیں
ہاں مگر اتنی جفا کے بھی سزاوار نہیں

میرے اظہار ندامت کو پشیمان کیا!
اب نہ کہنا کہ ہمیں رحم سے انکار نہیں

عقل بھی اصل میں اک شعبۂ حیرانی ہے
ہوشیاری ہے یہی میری کہ ہشیار نہیں

نہ سہی آپ جفا سے جو نہیں باز آتے
جایئے جایئے اب ہم کو بھی اصرار نہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

فکرِ آزادی و آرام سے آزاد رہے
عُمر بھر خُوب ہُوا قیدیِ صیّاد رہے

منتِ لُطفِ عزیزاں سے تو آزاد رہے
ہم، سفر میں رہے ناشاد بھی تو شاد رہے

لُطف اُس میں بھی ملا نسبتِ جاناں سے ہمیں
غم شبہائے جُدائی سے بھی ہم شاد رہے

ہم اسیرانِ قفس حال کہیں کیا اپنا
عمر بھر موردِ بے رحمیِ صیّاد رہے

قصہء ترکِ محبت کی حقیقت معلوم
حسرؔت ! اور قیدِ غمِ عشق سے آزاد رہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

غمِ ہجراں کا یا رب کس زباں سے ماجرا کہئے
نہ کہئے گر تو کیا کہئے، اگر کہئے تو کیا کہئے

شبِ غم جز خیالِ یار اپنا کون مونس ہے
اُسی کو دوست کہئے یار کہئے آشنا کہئے

سمجھئے دل کو ہمدم کس کے شوق بے نہایت کا
نگاہِ شوق کو کِس کی نظر کا آشنا کہئے

اُسی سے کچھ تسلی ہو دلِ ناشاد کی شاید!
خیالِ یار سے دردِ جگر کا ماجرا کہئے

کہاں ہر لحظہ پیشِ دوست محوِ لطف رہتے تھے
کہاں یہ صدمہ ہائے غم اٹھاتے ہیں کہ کیا کہئے

نسیمِ صبح جاتی ہے سو ملکِ دکن حسرت
تپش ہائے جُدائی کا اسی سے ماجرا کہئے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

وہی آرزوئیں ہیں حسرت وہی ہے
مجھے تم سے اب تک محبت وہی ہے

ہوئی گرچہ ترک محبت کو مدت
مگر مجھ کو رونے کی عادت وہی ہے

بظاہر وہ ہر چند مجھ سے خفا ہوں
مگر دل ہی دل میں محبت وہی ہے

جو کی مے سے توبہ بھی تو کیسی توبہ!
ابھی ابر آئے تو عادت وہی ہے

بسر ہوگی کیونکر شبِ ہجر حسرت!
ابھی تک تپِ غم کی شدت وہی ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جفا تیری بہت اے بے مروت بڑھتی جاتی ہے
ہمیں بھی خواہشِ ترکِ محبت بڑھتی جاتی ہے
اُدھر جرمِ محبت پر وہ برہم ہوتے جاتے ہیں
اِدھر دل میں تمنائے شہادت بڑھتی جاتی ہے
وہ اظہار وفا پر بھی جفائیں کرتے جاتے ہیں
دل وقفِ ندامت کی ندامت بڑھتی جاتی ہے
بظاہر ان میں گو خوئے تغافل آتی جاتی ہے
مگر ہے یوں کہ ان کو مجھ سے الفت بڑھتی جاتی ہے
سکھا دی ہیں نرالی شوخیاں کچھ لطف جاناں نے
مرے دست تمنا کی شرارت بڑھتی جاتی ہے
جمال یار میں ہر دم ترقی ہوتی رہتی ہے!
دل حیراں کی جس سے روز حیرت بڑھتی جاتی ہے
طبیعت خوگر دردِ محبت ہوتی جاتی ہے
تمہارے جورِ بے پایاں کی لذت بڑھتی جاتی ہے
اُدھر شب کو وہ محو راحت ہوتے جاتے ہیں
اِدھر آنکھوں کو پا بوسی کی حسرت بڑھتی جاتی ہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہم نے ہر بات اپنے حق میں جانی آپ کی
مہربانی ہو کہ ہو نامہربانی آپ کی

خود غرض ہم کو بھی ٹھہرایا جو غیروں کی طرح
دیکھیے اچھی نہیں یہ بدگمانی آپ کی

آپ کے معشوق ہو کر عاشقی کی داستاں
کاش ہم بھی ایک دن سنتے زبانی آپ کی

اس گُلِ رعنا کا حسرتؔ یونہی کیا کم تھا جمال
ہوگئی ہے طرّہ جس پر خوش بیانی آپ کی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جہاں تک ہم اُن کو بھلاتے رہے ہیں
وہ کچھ اور بھی یاد آتے رہے ہیں

اُنہیں حالِ دل ہم سناتے رہے ہیں
وہ خاموش زلفیں بناتے رہے ہیں

محبت کی تاریکیِ یاس میں بھی
چراغ ہوس جِھلملاتے رہے ہیں

جفاکار کہتے رہے ہیں جنہیں ہم!
انہیں کی طرف پھر بھی جاتے رہے ہیں

وہ سوتے رہے ہیں الگ ہم سے جب تک
مسلسل ہم آنسو بہاتے رہے ہیں

وہ سنتے رہے مجھ سے افسانہ غم
مگر یہ بھی ہے مسکراتے رہے ہیں

نہ ہم ہیں نہ ہم تھے ہوس کار حسرت
وہ ناحق ہمیں آزماتے رہے ہیں

☆ ☆ ☆

Marfat.com

دل اُن سے مل کے اب اُن کو بھلا نہیں سکتا
مگر یہ کیوں ہے میں خود بھی بتا نہیں سکتا

بقدر حوصلہ عاشقی ہے شوقِ وصال!
مگر وہ شوق جو دل میں سما نہیں سکتا

ستم یہ کس کے تغافل کا ہے کہ اب دل میں
میں پھر سے شوق کی دنیا بسا نہیں سکتا

یہ کس کے عجز تمنا کا پاس ہے کہ وہ شوخ
بہ زعمِ ناز بھی دامن چھڑا نہیں سکتا

اُنہیں یقینِ محبت نہیں غضب تو یہ ہے
کہ چیر کر میں دل اپنا دکھا نہیں سکتا

اگرچہ میں ہمہ تن درد ہوں مگر حسرت
کوئی جو پوچھے کہاں ہے بتا نہیں سکتا

☆ ☆ ☆

پھر سے تقدیر آزمانا چاہیے
ربط اُنہی سے پھر بڑھانا چاہیے

بجھ گئی تھی دل میں جو شمع امید
اس کو پھر روشن کرانا چاہیے

حُسن کی بے مہریوں کے سب گلے
آرزو کو بھول جانا چاہیے!

جن کو مدت سے بھلا بیٹھے تھے ہم
پھر اُنہی سے دل لگانا چاہیے!

مضطرب ہے پھر بھی حسرت کیوں نہ ہو
جب کہ اس کو بھی زمانا چاہیے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

طلب لذت آزار سے بھی کچھ نہ ہوا
اس جفا پیشہ ستم گار سے بھی کچھ نہ ہوا

پھر بھی صیاد کو توفیق ترحم نہ ہوئی
شیون مرغ گرفتار سے بھی کچھ نہ ہوا

وہ عیادت کو جو آئے بھی تو بیگانہ رہے
نظر آکر بیمار سے بھی کچھ نہ ہوا!

نگہ خلق میں پھر بھی نہ بڑھی کچھ عظمت
شیخ کے جبہ و دستار سے بھی کچھ نہ ہوا

حُسن کے جوہر تغافل میں ترقی کے سوا
شوق کے گریہ ناچار سے بھی کچھ نہ ہوا

مژدہ وصل نہ ملنا تھا نہ حسرت کو مِلا
اِنفعال نگہ یار سے بھی کچھ نہ ہوا!

☆ ☆ ☆

Marfat.com

ہر لحظہ خودکشی کا طلب گار ہوگیا
جینا فراقِ یار میں دشوار ہوگیا

تسکینِ غم سے سوزِ محبت کا راستہ
اہل وفا کے واسطے ہموار ہوگیا

اچھا ہوا کہ شیخ پہ بھی عاشقی کا رنگ
ایسا پڑا کہ رونقِ دستار ہوگیا

ہمت نہ ہو سکی طلب التفات کی
ڈر یہ رہا ادھر سے جو انکار ہوگیا

اُس شوخ کی نگاہ کا جادو میں کیا کہوں
جس پر نظر پڑی وہ گرفتار ہوگیا

سُن سُن کے ترے دردِ محبّت کی لذتیں
ہر شخص جان و دل سے خریدار ہوگیا

حسرت یہ خُو بری ہے ترے اعتذار کی
شکرِ جفا سے اور وہ بے زار ہوگیا

☆ ☆ ☆

حوصلہ اُن کی شناسائی کا
سر پھرا ہے دلِ سودائی کا

برہمی اُن کی بجا ہے کہ تجھے
پھر ہوا زعم شکیبائی کا!

ملگجی ہے تری پوشاک تو کیا
یہ بھی اک رنگ ہے زیبائی کا

شوق مایوس کے حق میں وہ نظر
کام کرتی ہے مسیحائی کا

میری رسوائی کی جانب تو نہیں
رُخ تری انجمن آرائی کا

آپ مجبور ہیں بے حوصلہ ہم!
نام بدنام ہے یک جائی کا

شعر حسرت میں ابھی تک ہے ہنر
عیب بھی قافیہ پیمائی کا

☆ ☆ ☆

Marfat.com

جوش غم کو موجبِ عیش فراواں کیجئے
جی میں ہے اب یوں علاج درد حرماں کیجئے

گریہِ رنگیں کو وجہ زیب داماں کیجئے
آہ سوزاں کو چراغ خانہِ جاں کیجئے

شکوہِ جوروجفا کو چھوڑ کر شکرِ ستم
کیجئے اور خوب سا اُن کو پشیمان کیجئے

آپ ہی کے عشق کا حسرت ہے اُس پر بھی اثر
آپ ہی اب حُسن کی مشکل کو آساں کیجئے

☆ ☆ ☆

مجھ سے اے دل اُنہیں گلا نہ رہے
تو رہے برقرار یا نہ رہے

شوق کو دل میں بربنائے ہجوم
ڈر یہی ہے کہ راستا نہ رہے

آپ ہی کو کرم کی خو نہ رہی
یا ہمیں در خور عطا نہ رہے

وصل میں بوئے جسم یار کو آج!
شوق سے پردۂ قبا نہ رہے

ان سے کیا تم نے کہہ دیا حسرت
کہ وہ اب مائل جفا نہ رہے

☆ ☆ ☆

Marfat.com

وہ کہتے ہیں پھر تجھ کو آنا پڑے گا
ہمیں کو پھر الٹے منانا پڑے گا

نہ جب تجھ سے مطلب رہا کچھ تو دل سے
تری یاد کو بھی بھلانا پڑے گا

تری یاد بھی چھوٹ جائے گی لیکن
بہت دل کو صدمہ اٹھانا پڑے گا

کہاں جائے گی عشق بازی کی عادت
کہیں اور دل کو لگانا پڑے گا!

تجھے بزم خوباں میں در خوں کا اپنے
بلا کر نمونہ دکھانا پڑے گا!

☆ ☆ ☆

Marfat.com

اُنہیں شوقِ خود آرائی نہ ہوتا
تو اتنا دل بھی سودائی نہ ہوتا

تغافل مجھ سے کیوں کرتے خود اُن کو!
اگر دعوائے زیبائی نہ ہوتا

تری بدنامیوں کا ڈر ہے ورنہ
ہمیں کچھ خوف رسوائی نہ ہوتا

نہ ہوتے اُن کے ہم عاشق تو شاید
اُنہیں بھی ناز یکتائی نہ ہوتا

جفا بے شک وہ کم کرتے جو حسرت
ستم جزوِ دل آرائی نہ ہوتا

☆ ☆ ☆

کوشش وصال یار کی معذور ہو چکی
اب ہم سے خدمتِ دل رنجور ہو چکی

عرضی جناب حُسن میں بھجوا کے شوق کو
ہر دم ہے اب یہ سوچ کہ منظور ہو چکی

لے کر چلی ہے مغفرتِ حق ہمیں کہاں
جنت میں ہم سے عاشقی حور ہو چکی

دستور کے اصول مسلم ٹھہر چکے
شاہی بھی رام غلبہ جمہور ہو چکی

سرمایہ دار خوف سے لرزاں ہیں کیوں نہ ہوں
معلوم سب کو قوت مزدور ہو چکی

اور آپ اُس سے چاہتے کیا ہیں سوائے سوز
حسرت یہ نارِ عشق ہے' یہ نور ہو چکی

☆ ☆ ☆

Marfat.com

عشق اب ہے نہ عاشقی کی ہوس
ہم ہیں اور دل سے بے دلی کی ہوس

غنچۂ شوق ہے فسردۂ یاس!
مٹ چکی سب شگفتگی کی ہوس

رہ نہ جائے ترے تغافل سے
کہیں جی ہی میں اپنے جی کی ہوس

عشق ہر چند رام حُسن رہا!
پر نہ چھوٹی برابری کی ہوس

ہم کو اُن کی درشت خوئی سے
ہے عبث لطف و آشتی کی ہوس

کیوں نہ ہو دلبروں کو شوقِ ستم
اہلِ دل کو ہے بے کسی کی ہوس

عشق حسرت کو ہے غزل کے سوا
نہ قصیدے نہ مثنوی کی ہوس

☆ ☆ ☆

Marfat.com

تخلیقات کی شائع کردہ شاعری

غزلیات میر	انتخاب محمد آصف بھلی	تمہارے شہر کا موسم	نذیر قیصر
تمہی میری تمنا ہو	مدثر فاضل مجیب	ترکش	عدیم ہاشمی
غم بہار	ساغر	لوح جنوں	ساغر صدیقی
اے شام ہم سخن ہو	نذیر قیصر	چہرہ تمہارا یاد رہتا ہے	عدیم ہاشمی
لذت گفتار	باقری زیدی	سفر تیری محبت کا	مدثر فاضل مجیب
منتخب نظمیں	فرحت عباس شاہ	شاہکار رومانی غزلیں	یاسر جواد
محبت کی نظمیں	انتخاب طاہر اصغر	ساغر کی شاہکار غزلیں	ساغر صدیقی
دیوان غالب	مرزا اسد اللہ غالب	محبت کے اشعار	مرتب ضیاء ساجد
دھیان کی سیڑھیاں	اعزاز احمد آذار	تری تلاش کا موسم	نوید جمیل
ابھی موسم نہیں بدلا	بخش لائل پوری	محبت کی غزلیں	انتخاب الیاس
اردو کی نمائندہ غزلیں	اعزاز احمد آذر		

تخلیقات

اکرم آرکیڈ، ۲۹۔ ٹمپل روڈ (صفاں والا چوک) لاہور۔ پاکستان فون: ۷۲۳۸۰۱۳